کوئی اندازہ کر سکتا ہے اسکے زورِ بازو کا
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

ترجمہ

مشارب الاذواق

من تصنیف

بانیِ اسلام کشمیر حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانی رحؔ

مترجمہ

پروفیسر محمد طیب صاحب صدیقی ایم۔ اے، بی۔ ٹی

پبلشر

غلام احمد ہمدانی اذہرہ جنرل سکریٹری و خادم ریاستی اوقاف کمیٹی

خانقاہ معلےٰ

در مطبع

نشاط پریس امیرا کدل چھپکر اوقاف کمیٹی خانقاہ معلیٰ سے
شائع ہوا

بار اول۔ تعداد ۵۰۰ کتبہ ... قیمت ...

تمہید از مترجم

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یہدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضلل فلا ہادی لہ۔ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم الذی ہو شمس النبوۃ وبدر الرسالہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ الذین ہم نجوم الاہتداء

اما بعد

رسالہ ھذا من تصنیف العالم الربانی والعامل الصمدانی محبوب سبحانی شاہباز لامکانی اعنی جناب حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانی رضی اللہ عنہ ہے۔

یہ رسالہ جس کا نام جناب مصنف حضرت امیر رض نے مشارب الاذواق رکھا ہے۔ دراصل قصیدہ میمی مصنفہ حضرت ابوحفص فارض مصری قدس سرہ کی شرح ہے۔ یہ قصیدہ نکات عرفان اور رموزات ایقان و ایمان سے مملو علم تصوف کے حقائق اور دقائق پر مبنی ہے۔ جناب امیر رض

نے شرح کی ابتدا میں ایک زبردست تمہید بھی لکھی ہے۔ جس میں انہوں
نے غیر مبہم الفاظ میں بعض اصطلاحات صوفیہ کو جن کا تعلق قصیدہ
زیر بحث کے ساتھ ہے توضیح کی ہے۔ ایک ایک عربی بیت کے ترجمہ
کے ساتھ کسی بزرگ ناقل مشارب الاذواق نے بعد کے زمانہ میں ملا
عبد الرحمن جامی رح کی ایک متوازی رباعی بطور استشہاد درج فرمائی
ہے ترجمہ اور شرح کیا ہے۔ جناب امیر رضؓ نے سمندر کو کوزہ میں بھر دیا
ہے۔ آیات کلام اللہ اور احادیث نبوی علیٰ صاحبہا التحیۃ والتسلیم
سے استناد کر کے تصوف کے نکات اور عرفان کے رموزات بیان فرمائے
ہیں۔ شرح قصیدہ کے عبارت سے مفہوم ہوتا ہے کہ جناب امیر
حد تک اسلام کی تبلیغ اور اشاعت میں جدوجہد فرمائی ہے۔ اس
زمانہ کے ذرائع آمدورفت اور وسائل حمل ونقل اور اسباب اشاعت
کو جو کہ بالکل محدود اور زمانہ حال کے ساتھ مقابلہ کر کے بالکل ناپید
تھے اور سفر بالعموم پاپیادہ کیے جاتے تھے اور رسل ورسائل صرف خاص
مواقع پر قاصدوں کے ذریعہ ہو سکتے تھے۔ اشاعت علوم صرف ہاتھ
سے لکھی ہوئی کتابوں تک محدود تھی۔ مدنظر لاکر اس امر کا پتہ

پڑتا ہے۔ کہ نورِ معرفت طے مکان اور طے زمان ہی کے وسایل سے جناب امیر رضؒ نے دور و دراز ملکوں میں سیاحت کر کے اسلام کے فیضان۔ علوم و حکمت اور نورِ ولایت سے لوگوں کو مستفیض اور مستفید فرمایا۔ انہوں نے اپنے جدِ بزرگوار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقش قدم پر چلتے ہوئے جہاں کعبۂ ثانی یعنی خانقاہ فیض پناہ کو بتوں سے اور بتوں کے پوجا سے پاک و صاف کر کے معبودانِ باطل کو توڑ کر معبودِ حقیقی کے ساتھ اُسکے عُبّاد کو ملانے میں اپنے دم، قدم اور قلم کو وقف فرمایا وہاں ساتھ ساتھ علم و تعلیم درس و تدریس سے تشنہ کامانِ علم اور گمراہانِ جہالت کو علوم کے سرچشموں سے سیراب کیا اور اس میں اتنا جہاد کیا کہ شاید ہی کسی اور بزرگ نے کیا ہو سفر اور سیاحت کی کٹھنائیاں اور صعوبتیں برداشت کر کے اعلاءِ کلمۃ اللہ اور اشاعت علوم میں از ابتدا تا انتہا منہمک اور مصروف رہے۔ جناب امیر رضؒ کا مولد ہمدان ہی کا شہر ہے۔ اور انکا خاندان اکابر سادات میں سے تھا جس کے افراد نہ صرف سید ہی تھے۔ بلکہ عارف باللہ اور عالم باعمل بھی تھے۔ اور اس وجہ سے نہ صرف ہمدان میں بلکہ سارے عراقِ عجم میں مشہور و معروف تھے۔ امیر

تیمور گورگانی کے عہد حکومت میں اپنے جد بزرگوار کی تبعیت میں جناب
امیر رضؓ نے وطن مالوف سے ہجرت فرمائی اور کشمیر کے بادشاہ سلطان
شہاب الدین کے عہد حکومت میں ۷۷۴ھ ہجری میں پہلی دفعہ کشمیر
کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے مشرف فرما کر اہالیٔ خطہ کی آنکھوں کو
علم و حکمت و تہذیب کے انوار سے منور فرما کر ان کے قلبوں کو ایمان
عرفان کے فیوض سے مالا مال کرتے ہوئے کشمیر کی تاریخ کو بدل ڈالا۔
اور اہل خطہ کو دینی۔ دنیوی اور عقبوی فلاح و نجاح کا اہتمام فرمایا۔
کہاں ہیں وہ تنگ نظر۔ تنگ دل کم ظرف متعصب لوگ اور مؤرخ جو
اسلام پر اس امر کا الزام لگاتے ہیں اپنی کور دلی کا ثبوت دیتے ہیں
آئیں اور بصیرت کی آنکھوں سے تعصب کی عینک اٹھا کر دیکھ لیں کہ کس
طرح ایک بے سرو سامان۔ غریب الوطن عارف باللہ مرد مجاہد نے لاکھوں
لوگوں کو پیغام حق سنا کر حلقہ بگوش اسلام بنا کر ایک ملک اور
قوم کی کایا پلٹ دی۔

جناب امیر رضؓ کی تشریف آوری۔ تبلیغ اسلام اور تعمیر خانقاہ معلّٰے
کے حالات سے کشمیر کی ساری تاریخیں مملو اور پر ہیں۔ کشمیر کے تمام مورخوں

اور تذکرہ نویسیوں نے اُن کے حالات سوانح اور مدارج کمال عرفاں
شرح وبسط کے ساتھ قلمبند کئے ہیں۔ شعرائے کشمیر اُن کے مناقب
اور مدیحات لکھنے میں رطب اللسان رہے ہیں۔ جناب جامع الکمالات
صوری ومعنوی حضرت الیشان شیخ یعقوب صرفی گنائی رح نے تو ہزاروں
مناقب اُن کی مدح میں لکھ ڈالے ہیں۔ حضرت امیر رضؓ کے خلفاء اور خلفاء
الخلفاء جو کہ اکابر اولیاء اللہ میں سے ہیں اُن کے مدح اور مناقب
لکھنے اور تعریفیں الاپنے میں محظوظ ومسرور رہے ہیں۔ آخر کیوں نہ ہو
سید السادات سالار عجم۔ دست او معمار تقدیر اُمم
خطہ را آن شاہ دریا آستین۔ داد علم و حکمت و تہذیب و دیں
یہاں ان تفاصیل میں پڑنا مقصود نہیں بلکہ اس بات کی ضرورت
ہے کہ لوگوں کی جو کہ حضرت امیر رضؓ کو صرف ایک صوفی غوث۔ قطب
یا ولی تصور کرتے ہیں۔ توجہ اس طرف مبذول کیجائے۔ کہ جناب
امیر رضؓ نہ صرف قطب الاقطاب۔ فرد الاحباب اور غوث الاغواث
تھے۔ بلکہ عربی۔ فارسی اور ترکی زبانوں کے ماہر اور علوم متداولہ
کے بحر ذخار تھے۔ نہ صرف علم ادب میں ان کو کمال حاصل تھا

بالکہ علم قرآن و حدیث تفسیر۔ فقہ۔ اصول و منطق۔ لغت۔ بیان علم کلام اور تصوف۔ فلسفہ اور سیاست میں ان کو یدِ طولیٰ حاصل تھا۔ وہ صاحب تصانیف کثیرہ ہیں اور ان کے تصانیف کی تعداد کئی سو تک بتلائی جاتی ہے۔ متصوف شاعر بھی تھے تخلص علائی فرماتے تھے۔ اُن کے تصنیف کردہ رسالے اور کتابیں قلمی نسخوں کی صورت میں کشمیر کے علماء فقہا، پیرزادگان اور سجادہ نشیناں کے کتب خانوں میں موجود ہیں۔ جن سے کوئی اکتساب فیض نہیں کرتا ہے۔ صندوقوں یا الماریوں میں گرد آلود صورت میں کرم خوردہ ہوگئی ہیں۔ عقیدتمند حضرات انکے معبد یعنی خانقاہ فیض پناہ کو مزین، منور منقش۔ مذہب اور مزین کرنے کی طرف لگ گئے ہیں۔ لیکن جس مواد سے دنیا میں اس مصلح اعظم۔ عارف اعلم اور عالم افخم کے تبحر علمی کا ڈنکا بج جاتا وہ طاق نسیاں میں کیڑوں مکوڑوں کا مائدہ بن گیا ہے۔ جب مرور زمانہ سے وہ مواد بالکل ناقابل استعمال بن جائے گا تو آنے والی نسلوں کے واسطے بجز خانقاہ معلّٰی کے اس مایہ ناز مجاہد اکبر کا

کوئی نشان باقی نہیں رہے گا۔ جناب امیرؒ کے سیاست نامہ یعنی
کتاب ذخیرۃ الملوک کا صرف ایک اڈیشن آج تک چھپ گیا ہے
جو کہ بالکل ختم ہو گیا ہے اور اب کہیں سے دستیاب نہیں ہوتا۔
اس کا ترجمہ بھی کیا گیا ہے۔ اور وہ بھی چھپ چکا ہے لیکن مسلمانوں
کے جمود و خمود کا یہ حال ہے کہ ایک اڈیشن سے زیادہ نہ چھپ گیا ہے
کیونکہ مسلمان تعلیمیافتہ طبقہ کی گھریلو لائبریروں میں شکسپیر
ملٹن۔ ڈارون۔ کارل مارکس وغیرہ کے
سے
بھری ہوئی کتابوں کی ضرورت ہے۔ دین کے علوم کی کتابیں اُن
کے گھروں میں کیوں دخل پائیں۔ اور اُن کے دل اسلام کی عظمت
اور معرفت کے نور سے کیوں بھر جائیں بہر حال یہ شکوہ ہے۔
خداوند کریم مسلمانوں کو اس تساہل اور تغافل سے جو کہ امورات
دین میں اُن سے ظاہر ہوتا ہے نکال ڈالے اور انکو سلف صالحین کے
مآثر کو محفوظ اور برقرار رکھنے کی توفیق عطا کرے آمین۔
اوقاف کمیٹی انتظامیہ خانقاہ معلّےٰ کے جنرل سیکریٹری مسٹر
غلام احمد ہمدانی۔ المعروف زہرہ نے جو کہ ایک جوشیلا نوجوان

تعلیم یافتہ مسلمان ہے۔ اور جناب امیر رضؒ سے اسکو خاص عقیدت
ہے اس امر کا تہیہ کیا ہے کہ خواہ کچھ بھی ہو حضرت امیر رضؒ کے تصانیف
کو زاویہ گمنول سے نکال کر منصۂ شہود پر لا کر مع ترجمہ شایع
کیا جائے۔ اور جناب امیر رضؒ کے ایک اور عقیدتمند مرید یعنی پیرزادہ
غلام محی الدین نوری نے مسٹر ہمدانی کی صدا کو لبیک کرتے ہوئے
اپنے مغبوضہ کتب خانہ سے تصانیف حضرت امیر رضؒ شایع کرنے کیلئے
دینے کا التزام کیا ہے۔ اگر مسٹر ہمدانی کا جذبہ ارادت اور پیرزادہ
صاحب موصوف کا جوش عقیدت ایسا ہی رہے اور کتابیں مع
ترجمہ شایع ہوں تو نہ صرف صاحبان موصوف دنیا کو جناب امیر رضؒ
ہمدان اور اُن کے ذخیرۂ علمی سے روشناس کرینگے بلکہ ایک اہم
اسلامی خدمت انجام دیں گے۔ رسالہ ہذا اسی سلسلہ کی ایک کڑی
ہے مسٹر ہمدانی نے کسی اور صاحب کے سپرد اس کا ترجمہ کرنا کیا
تھا اور جب انہوں نے ختم کر کے دے دیا تو مجھے اس ترجمہ کو درست
اور صحیح کرنے کا کام تفویض کیا گیا لیکن جب میں نے دیکھا تو ترجمہ
بالکل غلط اور دور از حقیقت تھا میں نے مسٹر ہمدانی سے اس امر

کا اظہار کیا تو انہوں نے اصرار کیا کہ اس رسالے کا ترجمہ ہونا ضروری ہے۔ مجھے اپنی کم مائیگی اور بے علمی کا پورا پورا احساس تھا۔ لیکن فرطِ عقیدت نے جو کہ سلف صالحین سے مجھے ورثہ میں ملا ہے اور اس خدمت نے جو کہ میرے والد مرحوم حافظ عبد المجید صاحب نے ساری عمر اس کعبۂ ثانی میں انجام دی ہے اس بات کا تشویق دیا کہ میں بھی اپنی بضاعت کے مطابق یہ تھوڑی بہت خدمت انجام دے سکوں۔ ورنہ کیا پدّی اور کیا پدّی کا شوربا۔ میری کیا بضاعت۔ صلاحیت اور قابلیت ہے کہ اسلام کے اس محسن اعظم کے تصانیف کا ترجمہ کر سکوں یا انکی تمہید لکھ سکوں یا اُن کی تعریف و توصیف کا عُشر عشیر بھی ادا کر سکوں لیکن اگر اس خدمت سے اپنی ہیچمدانی اور ہیچمیرزی کا ثبوت دیتے ہوئے اُن کے کوئے ارادت میں خاکساروں کے زمرہ میں منسلک ہو جاؤں جیسا کہ میرے آباؤ کرام رہے ہیں۔ تو یہی دین و دنیا اور عقبیٰ میں میری سرخروئی کا باعث ہوگا۔ وبا اللہ التوفیق۔

خاکسار درگاہ ھمادانی:۔ محمد طیب صدیقی عفی عنہ

تمہید از حضرت شارح

الحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین

اما بعد:۔ سید علی ہمدانی کہتا ہے کہ اس بات کو ذہن نشین کرنا ضروری ہے کہ صوفیوں کے کلام نظم و نثر میں بعض ایسے الفاظ مستعمل ہوئے ہیں جنکے لغوی معنے کچھ ہوتے ہیں اور اصطلاحی معنی کچھ اور ان کے ظاہری اور لغوی معنی نہیں لیئے جانے چاہئیں کیونکہ اُن الفاظ کے اس علم میں کچھ اور ہی مفہوم اور مطالب ہوتے ہیں۔ صوفیوں کی اصطلاح میں جو کہ اُن میں رائج ہیں میخانہ بتخانہ خمخانہ۔ اور شراب خانہ عارف کامل کے باطن کو کہتے ہیں جس میں حقیقتوں کے عرفان کے لیئے ایک وجدانی جذبہ موجود ہوتا ہے۔ بترسا اس مرد کامل بار و جانی شخص کو کہتے ہیں جو بُری صفتوں سے آزاد ہوا ہو اور اسکے نفس آوارہ میں تبدیلی (اچھی عادات کی طرف) پیدا

ہوئی ہو۔ اور وہ اچھی عادات و اوصاف سے موصوف ہوا ہو۔
ترسا بچہ ان غیبی واردات (قلبی کیفیات) کو کہتے ہیں جو کہ علاوہ
اور اوصاف کے سالک سے ظاہر ہوتے ہیں۔ دیر اور خرابات
عالم روحانی اور عارف کامل کے باطن کو کہتے ہیں گبر اور کافر اس
شخص کو کہتے ہیں جو توحید میں یک رنگ ہوا ہو اور جس
نے ماسوی اللہ سے منہ موڑ کر نیستی کے عالم میں جگہ پائی ہو۔
مے (شراب) اس ذوق کو کہتے ہیں جو سالک کے دل میں پیدا
ہوتا ہے اور اُسے مسرور و بشاش کر دیتا ہے۔ ساغر اور پیمانہ
اس رات کو کہتے ہیں جس میں عارف کو انوار غیبی کا مشاہدہ اور
حقایق و دقایق راہ سلوک کا ادراک ہوتا ہے۔ زنار دین میں
یک رنگ اور یکسو ہونے اور یقین کے راستے میں حد سے گذر
جانے کو کہتے ہیں۔ کلیسا اور کنشت سے یقین کی دنیا اور عالم شہود
مراد ہے۔ یار۔ دلدار۔ محبوب۔ صنم۔ نگار۔ دوست روحانی
حقیقت میں تجلی صفاتی کا نام ہے۔ غمزہ اور بوسہ سے روحانی
فیض اور جذبۂ باطن مراد ہے جو کہ سالک کو حاصل ہوتے ہیں۔

جہاں کہیں محبوب کے لب و دہان کا ذکر آتا ہے اُن سے صفت حیات مراد ہے۔ چشم و ابرو اسکے جمال کے اوصاف ہیں۔ کلام الہام غیبی کو کہتے ہیں جس کا سالک کو القا ہوتا ہے۔ رند۔ قلاش۔ اور قلندر روشن ضمیر تارک الدنیا کو کہتے ہیں۔ جو لالچ اور حرص۔ نفسانی خواہشات اور شہوات سے مبرا ہوا ہو۔ مست اور شیدا صاحب شوق اور صاحب جذبہ لوگوں کو کہتے ہیں بادہ فروش سے مرشد کامل مراد ہے۔ ساقی اور مطرب سے اہل معنی یا روحانی شخص کو ترغیب دینے والے اور فیض پہونچانے والے مراد ہیں۔ فرعون۔ شداد اور کافر موحد اصلی کو کہتے ہیں۔ خداوند کریم اس شخص پر رحم کرے جو ان کلمات شریف کو دیکھے ان کے مؤلف۔ کاتب اور قاری پر اور تمام مسلمان مردوں اور عورتوں پر اسکی رحمت ہو۔ اے رحم کرنے والے اپنی رحمت سے ڈھانپ لے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام حمد اور کامل شکر اس خالق وجود کے شایان ہے جس نے الفت کی صفائی اور محبت کی وفا کو اپنے جمال کے پرتو کے دیوانوں کی جان کا تاج اور ٹیکا اور اپنے جلال کی آگ سے دل جلوں کے ذوق کی کلید بنایا۔ وہ ایسا بخشش کرنے والا ہے کہ اس نے درد کی بظاہر تلخ شراب یا تلچھٹ سے مست لوگوں اور اشتیاق کی جلن سے مغموموں کو اپنی عنایات کی فرحت بخش شراب کے پیالوں سے سیراب کیا وہ ایسا مہربان ہے جس کے لطف و کرم کی مہربانیوں نے تاریک مٹی کے ناتمام خاموں اور ناقص لوگوں کو عنایتوں کی متواتر بارش کے انوار سے جمال کی چوٹی تک پہونچایا۔ ایسا جمیل ہے کہ اپنے جمال کے نور کے ساقی کے ذریعہ سے نقصان کے میدان میں سرگرداں لوگوں اور غم کے کونے میں رہنے والے بیچاروں کو شربت وصال پہونچائی۔ اپنے نفس رحمانی کو روشن کرنے سے عرصۂ وجود میں چلنے والوں کو اپنے

دربار میں بار عام دیا حقائق عرفانی کے رازوں کی بارش سے خطۂ ر
شہود کے شیدائیوں کو تسکین بخشا۔ پاکیزہ صلوات اور نامی درود
اس صاحب علیم پر جو کوثر کا مالک اور اہل محشر کا پیشوا ہے۔ حقایق
عرفان و معرفت کا سمندر اور آسمان تحقیق کا بدر کامل۔ انبیا کا
سردار اور دوجہاں کا بادشاہ حضرت محمد مصطفے صلعم ہے اور اُن
کے اہل بیت اور اصحاب پر ہو۔ جو معرفت کے رازوں کے کھولنے والے
اور وجدان کے انوار کی تعریف کرنے والے ہیں۔ بعد اسکے بندہ جانی
علی ابن شہاب الدین ہمدانی رض کہتا ہے (خدا اپنے کرم سے اس کو
بخشدے اور اُسے اپنی نعمتوں کے شکر کرنے کی توفیق عطا کرے) چونکہ
بڑے بڑے ولیوں اور انبیاء علیہم السلام کے وارثوں یعنی علماء ربانی
کی ایک بڑی جماعت جو کہ میدان عرفان کے شیدائی اور شراب معرفت
کے سودائی ہیں۔ ایک ایسی قوم ہے کہ اُن کی پاکیزہ روحوں اور روشن
اسرار نے ازلی اور ابدی راز سرمدی پردوں کے اندر دیکھیں ہیں اور
محبت کی لذت کا ذوق اسکی سخاوت اور مہربانی کے پیالے سے چکھہ
لیا ہے شہود کے مسندوں پر اس کے جمال کے سایبانوں اور شب

کے سایہ میں پلتے ہیں۔ شراب محبت کے پیالے قرب (خدا کا قرب) کے ساقی کے ہاتھ سے پیتے ہیں۔ جب وہاں (عالم روحانیت میں) اسکے جمال کے رازوں کی تلاش میں توحید میں مست ہوئے ہیں۔ یہاں (اس دنیا میں) اس نشہ کے خمار کو دوام کی غرض سے عشق کے میخانہ میں محبت الٰہی کی باتیں کرنے لگے ہیں۔ اور یہ قوم کیفیات کے حقیقی اسرار کے میخانہ۔ زلف اور خال کی لباس میں ارباب کمال کے کانوں تک پہونچانے لگے۔ غفلت کے گڑھے میں پڑے ہوئے ظاہر بینوں کی ایک جماعت نے جن کو ان باریک باتوں کے سمجھنے کا حوصلہ نہیں تھا۔ اس قوم کے اشارات کو بیہودہ خرافات تصور کیا چونکہ قصیدہ میمیہ مصنفہ شیخ ابو حفص فارض مصری قدس سرہٗ جو کہ ایک محقق عارف ہیں اسی قسم کا تھا کہ اسکے ابیات کے ابواب لطایف حقائق سے پر تھے اور اسکے الفاظ کے سبب دقائق کے جواہرات سے بھر پور تھے۔ مدامہ۔ میخانہ۔ پیالہ اور ساقی کی ذکر سے جو استعارات پر مبنی تھے مملو تھے اور یہ اشارات اسکے ہمیشہ رہنے والے چہرے کے جمال کی تجلیات کے نتیجہ پر منحصر تھے۔ اس واسطے کندہ ناتراش غافلوں کے انکار

تردید کرنے اور بیہودہ طعنہ دینے والوں کی ہٹ کا اثر دور کرنے کی غرض سے ہر بیت کے ترجمہ کے ساتھ چند کلمے مختصر طور پہ لکھے گئے اور ان اشارات کی حقیقتوں اور رموزات کی باریکیوں اور استعارات کی نزاکتوں اور ان اصطلاحات اور باریک باتوں کی نادرت کی طرف جو اس جماعت میں رائج ہیں حتی الوسع اشارہ کیا گیا اور اس وجہ سے کہ اس غیب کے ستھرے مضمون کے ابتدائی اشارات اور عبادات کے مفہوم سالکوں کے مذاق کے فرق اور تفاوت کو واضح کرنے والا اور عارفوں کے حالات کی بوقلمونی کی حدبندی کرنے والے ہوں گے اس رسالہ کو مشارب الاذواق نام رکھا گیا۔ کیونکہ ہر ایک سالک کو حقیقتوں کے وجدان کے لئے عرفان کا ایک خاص مشرب (مسلک) اور ہر چکھنے والے کو ایک خاص شربت اور ہر پینے والے کو ایک خاص نشہ ہوتا ہے۔ جو کہ اس کے سوز دروں کے امتیاز و اختصاص کا فائدہ کے حدوں میں سے ہر مرتب اور شہود کے درجوں میں ہر درجے میں بمضمون لکل درجات مما عملوا (ہر ایک کے لئے عمل کے درجہ ہوتے ہیں) باعث بن جاتا ہے۔ اس قوم کے الفاظ کا

معنی سمجھنا اُن اصطلاحات جاننے پر جو اس جماعت کے لیے مخصوص ہیں اور اس راہ پر چلنے والوں کے اقوال کے ساتھ منسوب ہیں منحصر ہے۔ اسلیے ابیات کا ترجمہ شروع کرنے سے پہلے حقیقتِ محبت کے بیان کرنے میں اسکے ذوق شرب ریں سکر مراتب لوازم عوارض اقسام اور حقایق میں ایک تمہید اور مقدمہ لکھنے کی ضرورت پڑی۔ وباللہ التوفیق۔

اے عزیز جان لے کہ اس جماعت کے پاس محبت کی حقیقت حقیقی جمیل کے جمال مطلق کی طرف کشش اور مفصل میلان اور رغبت حاصل ہونے سے ہے کیونکہ ہر ایک جزو کی کشش اپنے اصل کی طرف ہوتی ہے اور ہر انسان کا اپنے ہم جنس کے ساتھ اُنس ہوتا ہے حدیث نبوی ص میں آیا ہے ان اللہ جمیل ویحب الجمال خدا خود خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو دوست رکھتا ہے۔ چونکہ جمال جمیل مطلق کی ازلی صفت ہے اور جمیل نام رکھنا یا کسی کو جمیل سمجھنا کسی بھی صورت میں حضرت جمیل کے جس کو شان اعلے اور اغلب ہے اور کسی کے شایان نہیں پس بحقیقت جمیل ایک سے زیادہ نہیں ہو سکتا ہے۔ ایک ہی جو

کوئی شریک نہیں پس جو خوبصورتی اور جمال مخلوقات کے مختلف درجوں ۔ افراد و اشخاص کے وجود کے صفحوں اور موجودات کے جلوہ گاہوں پر ظاہر ہوتا ہے وہ اسی حضرت کے جمال کے پرتو ہیں جو صلاحیتوں کے مظاہر اور جلوؤں میں ظاہر ہوتے ہیں اور خصوصیات اور قابلیات کے آئینوں میں عکس فگن ہوتے ہیں ۔ (عربیہ) (. . . . .) ہر ایک خوبصورت کا حسن اسی خدا کے حسن کا عکس ہے بلکہ ہر ایک حسین کا حسن اسی کا نظیر و عدیل ہے ۔

اور یہ میدان اول جمع کے مقام سے جمع کی طرف ہوتا ہے اور اعلیٰ مراتب ذات میں جمال ذات کا شہود ہے ۔ دوسرا جمع سے تفصیل کی طرف ۔ یہ صفت یا تو مرتبہ اقرب میں ہوتی ہے اور وہ صفات کے آئینوں میں دیدار جمال کا شہود ہے یا مرتبہ اوسط میں تو یہاں دیدار جمال افعال کے آئینوں میں سے ہوتا ہے اور آخری اور ادنے تیسرا مرتبہ وہ شہود جمال آثار کے آئینوں میں سے ہوتا ہے ۔ یہی ظہور تجلیات الٰہی اور بارگاہ اعلےٰ کے عکوس کا آخری درجہ ہے اور اس دنیا میں یہ جمال عکس کی صورت میں نمودار ہوتا ہے اور فرمان مجیہم

(وہ دوست رکھتا ہے انکو) یحبہ (وہ اُسے دوست رکھتے ہیں) کو چاہتا ہے۔ اگرچہ کائنات کے افراد اور موجودات کے رکن اس حقیقت کو نشانات کے تفصیلی آئینوں میں سے دیکھتے ہیں۔ اور زائل ہونے والے محدود جمال کو اصلی اور کلی مقصد جانتے ہیں اور وصل کی لذت سے خوش اور ہجر و فراق کے درد کی زنجیروں میں بند ہو جاتے ہیں لیکن خواص میں سے بعضوں کا شہود افعال کے آئینوں میں سے ہوتا ہے اور یہ شہود صفتوں کے خاص مظاہر کے قدروں اور ذات کے انوار کی خاص روشنی میں مختصر طور وجود کا فنا کرنا ہے محبت ایک روحانی حقیقت اور کیفیت ہے۔ وہ ذوق اور وجدان سے حاصل ہوتی ہے اور اس کیفیت کی لذت چکھنے والا جتنا زیادہ کامل اور زیادہ روشن دل ہو اتنے ہی اس حقیقت کے اسرار میں زیادہ کامل اور اعلےٰ ہوتے ہیں پس اس بات کی حقیقت دراصل ذات واجب الوجود کو حاصل ہے جسکی شان بہت بلند ہے اور پردے سے ممکن الوجود یعنی انسان کو کیونکہ مضمون اللّٰہ مثل ولا مثل (مثیل اور نظیر زیادہ مانند ہوتا ہے) کیونکہ محبت کی اصلیت (۳)

ارادہ کرنے والے خدا کی سلطنت خاص کے احکام میں سے ہے اور صفت ارادت ہمیشہ اسکی ذات قدیم کے ساتھ قایم ہے اور اسکا وجود اسکی قدیم ذات سے ہمیشہ کے لئے اور سب کی خواہش اسی اصل سے پیدا ہوئی اور یحبہم (وہ اُن کو دوست رکھتا ہے) کی عنایت یحبونہ (وہ اسکو دوست رکھتے ہیں) کے خزانے کی کلید بن گئی اور حدیث قدسی میں یہ ہدایت "الاطال .... شوقاً" (جتنا زیادہ ابرار کا شوق میری طرف بڑھ جاتا ہے۔ اس سے زیادہ میرا شوق انکی طرف بڑھ جاتا ہے) انسان کے لئے خدا کی محبت پر ایک قطعی دلیل ہے۔ لیکن ذات الٰہی کو انسان کے ساتھ محبت ہونے سے بعض لوگ کم بینی اور تنگ نظری کیوجہ سے انکار کرتے ہیں۔ لیکن اہل کشف و تحقیق کے نزدیک مقام محبت کا متحقق ہونا انسان کے کمالات اور اسکے بلند ترین صفات کا پہلا درجہ ہے چونکہ محبت کی حقیقت کا نام کلام اللہ کی آیتوں میں صریح اور واضح طور آیا ہے۔ اور کشفی دلائل سے بھی ثابت ہے۔ کہ محبت معرفت کا ثمرہ ہے۔ اور جس شخص کو پہچانی ہوئی ذات کے ساتھ جتنی زیادہ جان پہچان ہو۔ اتنی ہی

اسکی محبت زیادہ کامل اور پائدار ہے معرفت کے اسباب پانچ ہیں۔ پہلا نفس اور زندگی کی محبت اور اس کا کمال دوسرا محسن کی محبت تیسرا صاحب کمال کی محبت چوتھا جمیل کی محبت اور پانچواں وہ محبت جو تعارف روحانی سے حاصل ہو۔

(۱) نفس کی محبت:۔ یہ امر لابدی طور پہ معلوم ہے کہ تمام انسان اپنی بقا کے طالب ہیں اور سب کی کوشش اپنی ذات کی بقا کے لیئے نفع حاصل کرنے اور اپنے سے ضرر ہٹانے صرف ہوتی ہے (اسی کا دوسرا نام جہد للبقا ہے) چونکہ اپنے وجود کی محبت انسان کی فطرت اور جبلت میں مرکوز ہے اسلیئے وجود کے پیدا کرنے والے کی محبت (خدا کی محبت) جو کہ انسانی وجود کا جوڑ اور ظاہر کرنے والا ہے زیادہ اچھے پیرائے میں ہونی ضروری ہے۔

(۲) محسن کی محبت:۔ جب اس بات پر غور وخوض کریں کہ کسی محسن کا احسان حالت کی گردش سے حاصل ہوتا ہے جو کہ شیون الٰہی کے بدل جانے اور خارجی اسباب کے تسخیرات کی تبدیلیوں سے قطعی علم کی پیدا کرنے والی طاقت محسن کے سر کی تختی پر ثبت

کرتی ہے۔ کہ اُس کی ہیک سختی احسان کے ثمرات اس شخص کو پہونچانے ہیں مضمر ہے جسکو کہ احسان کرنا مقصود ہو اور احسان کرنے والے کو احسان کرنے میں یہ طاقت اور رجا۔ یہ اتنا بے قرار بنا دیتا ہے کہ اُسے احسان نہ کرنا ناممکن بن جاتا ہے۔ اسلیے محسن حقیقی یعنی باری تعالیٰ محبت کے زیادہ شایاں ہے۔

(۳) صاحب کمال کی محبت:۔ جب کوئی شخص کمال کی کسی صفت سے متصف ہو مثلاً علم سخی تقویٰ وغیرہ وہی کمال کی صفت اسکے ساتھ محبت رکھنے کا باعث بن جاتی ہے اسلیے وہ ذات الٰہی جو تمام کمالات کا منبع ہے۔ اور تمام اچھے اخلاق اور محمود صفتیں اسی ذات کے فیض کے کمالات کا ایک قطرہ ہیں۔ اسلیے وہی ذات الٰہی محبت کرنے کے لیے اولیٰ ہے

(۴) جمیل کی محبت:۔ چونکہ عارضی جمال حقیقت میں بغیر عکس اور خیال کے کچھ نہیں جو کہ کثافتوں اور نجاستوں کے پردوں کے پیچھے سے چمکتا ہے اور ساتھ ہر وقت معمولی عارضہ سے تغیر پاتا ہے فی نفسہ پیارا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس جمیل کی ذات حسن کے جمال کے انوار کے عکسوں

میں سے تمام کائنات کا جمال ایک عکس ہے محبت کے لئے اولیٰ اور انسب ہو۔

(۵) محبت جو تعارف روحانی کے نتائج سے ترقی پذیر ہو جب یہی تعارف روحانی محبت کرنے کا موجب بن جائے تو وہ تقدیر کا پیدا کرنے والا جس نے ازل میں ہی ان اسباب کے ارتباط کا اندازہ بغیر کسی سبب اور حق کے مقرر کیا بے شک محبت کے لئے زیادہ شایان اور مناسب و موزوں ہے۔

اے عزیز جب ان تمہاری باتوں سے خدا اور بندہ کے درمیان محبت کے رشتے کا ثبوت عقلی اور نقلی دلائل سے واضح ہو گیا اور معلوم ہوا کہ اس ذات باری عزّ شانہ کی محبت کی حقیقت کا تاڑ جانا ظاہری صورت میں بندہ کے لیے مشکل بلکہ محال ہے اور اس قسم کا اعتقاد رکھنا جاہلوں کی سیرت ہے بلکہ خدا کی محبت بندہ کے حق میں ہونے سے اُن الٰہی مہربانیوں کی خوشبو کے جلوے (جھونکے) مراد ہیں جو مہربانی کے صحراؤں سے دریائے ارادت کے موجزن ہونے کے ذریعہ سے جو کہ ظاہر و باطن کے برزخ اور موجودات کے اصول اور اعیان کے غیب کی

کلیدیں ہیں برانگیختہ ہوتے ہیں اور پاکیزہ مظاہراور لطیف جلووں
کے ساتھ جو آثار قدوسی کے ضامن اور اسرار غیبی کے متکفل ہیں تعلق
پیدا کرتے ہیں اسکے فیض جمال کے صلاحیت والے مستعد دلوں کو جسمانی
تزویرات کے آثار کی میلائیوں سے اور نفسانی شہوات کی ظلمت سے
پاک کرتے ہیں اور انہیں تعلقات اور موانعات کے پردے اٹھالینے
اور رکاوٹوں اور بندشوں کا عذاب ہلنانے سے بساط قرب تک پہونچاتے
ہیں اور وصال کے سرد وشیریں پانی کے پیاسوں کو مقام شہود میں
انسانیت اور روحانیت کی شراب کی لذت چکھاتے ہیں۔ بنارہ
کی محبت اس بے نیاز کے ساتھ ہونے سے سالک کی سیر کا جذبہ
اس حقیقت کے حاصل کرنے سے مراد ہے جو کہ طالبوں کے سعادت کی
پیدا ہونے کی جگہ اور راغبوں کی کمالات کا منبع ہے اور طالب کے دل
کی خواہش ان حقیقتوں کے نتیجے حاصل کرنے کی ہوتی ہے کیونکہ اس
کے حال کا جمال اس زیور سے عاری اور اس دولت کے نہ پانے کی وجہ
سے ذلت اور خواری کی زنجیروں میں جکڑا ہوتا ہے اور اس کشش کی
رغبت جسے محبت کہتے ہیں جمال کے چار برجوں پر دکھائی دیتی ہے اور

ہر ایک میں چار دفعہ ظاہر ہوتی ہے۔ خاص[1]۔ عام[2]۔ اخص[3]۔ اعم[4]۔

(۱) خاص یہ ہے کہ اس کا طلوع روح قدسی کے عالم جبروت میں ذات کے جمالی تجلیات کو مطالعہ کرنے کا نتیجہ ہو اور یہ صدیقوں کا درجہ ہے۔

(۲) اخص یہ کہ اس کا ظہور عالم ملکوت میں جمال صفاتی کی حقیقتوں کو مکاشفہ قلبی کے ذریعہ مطالعہ اور مشاہدہ کرنے کا نتیجہ ہو یہ مقربوں کا درجہ ہے۔

(۳) عام یہ کہ جس کا ظہور جمال افعال کی خصوصیتوں کو عالم غیب و مثال میں ملاحظہ نفس کے ذریعہ ہو یہ مقام سالکوں کا ہے۔

(۴) اعم یہ کہ اس کا ظہور مشاہدہ حس کی راہ سے عالم شہود میں ہو یہی طالبوں کا ابتدائی مقام ہے۔

ذاتی محبت تغیر و تبدل کے قابل نہیں کیونکہ یہاں پر محبت کے وجود کی کشتی احدیت کے سمندر میں ڈوبی ہوئی ہے۔ اسکے وہمی صفات کی ہستی دریائے فنا کے ساتھ مل چکی ہے اور بود و نابود کے اسفل ترین طبقہ دوزخ میں بند ہے۔ شہرت اور کامیابی کے حال سے چھوٹ ہے۔ اس مقام پہ متقابلہ صفتوں کے نام وحدت کا رنگ پاتے ہیں۔ جب

تک تو ہے (جب تک انسان کی ہستی اور خودی کا پردہ حائل ہے)
تب تک یہ نیک و بد کے جھگڑے ہیں جب تم ہی (دریائے وحدت میں)
گم ہوئے تو پھر یہ سب دیوانگی ہے جو اپنے سورج میں کرن کی طرح
جذب ہوا یقین جان لے کہ اس نے نیک و بد ہی نہ دیکھا (یہ ترجمہ ان
ابیات کا ہے) سے

تا تو باشی نیک و بد انجا بود ؛ چوں تو گم گشتی ہمہ سودا بود
ہر کہ او در آفتاب خود رسید ؛ تو یقیں میداں کہ نیک و بد ندید

صفات کے جمال کا عاشق قید سے خالی نہیں کیونکہ مختلف صفات کے
اثرات کو دیکھنا فرق اور تمیز کا اقتضا کرتا ہے۔ اس مقام پر اڑنے
والے کی ہمت صفات لطفی کے دیکھنے ہی بغیر لذت حاصل کرنے کے آثار
تک پہونچنے کی خواہشمند ہوتی ہے۔ جمال افعال صفات کے جمال سے
زوال کے زیادہ نزدیک ہے۔ اور جمال افعال کا عاشق بہت جلد
جہد سے احسان کے فیض کے آثار تک پہونچنے کے لئے بلند ہوتا ہے
اور فضل و کرم کے طریقوں اور تغیرات کے نتیجوں کو پورا کرنے میں خوش
رہتا ہے ان دونوں طریقوں کا محب مطالب کے حاصل کرنے اور

خواہشات کے آثار تک پہونچنے کے مطابق تغیر و تبدل سے نڈر اور بیباک نہیں چنانچہ آیہ کریمہ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةٌ .... المبین (سورہ حج) جو کوئی راہ عشق چلتا ہے۔ اگر اسکو بھلائی مل جاتی ہے تو وہ مطمئن ہو جاتا ہے اور اگر کسی پریشانی میں مبتلا ہو جاتا ہے تو کسی وقت بگڑ جاتا ہے۔ دین اور آخرت میں اُسے نقصان ہے" اس مضمون پر دلالت کرتا ہے۔ لیکن جمال آثار جو کہ جمال ذات احدیت کے افتاب کے انوار کی کرنوں کا ایک پرتو ہے اور اسمائی صفاتی۔ افعالی اور آثاری پردوں کے پیچھے سے روحانی حسن صورت کی تجلی کے ذریعہ اجسام متناسب میں ظاہر ہوتا ہے اور مجازی محبوبوں کے زلف و خال ناز و انداز عشوہ و غمزہ کے محاسن طالبوں کو جمال کے کمال تک پہونچنے کی کوشش میں مطیع بناتے ہیں اور زلال وصال کے پیاسوں کی ہمت اُڑا دیتے ہیں تاکہ طبیعت کو ظلمت میں رہنے والے اور غفلت کے میدان کے سرگرداں عشق مجازی کے آگ کی جلن کو حقیقی عشق تک پہونچنے کا پل بنائیں اور اس مبارک ہما کے سایہ کی برکت اور اس نیک فال رفرف کے اقبال کے نور سے ہمت کا گھوڑا ناسوت کے اندھیرے

گھر سے نکال کر لاہوت کے عالم روحانی میں دوڑائیں اور ظاہری خوب صورتی کے جمال اور مجازی خوبی اور جمال کی نزدیکی اور فریب میں گرفتار ہو کر جو گندگی کے برتن کے پیچھے سے اور ناپاکی کے برتن (جسم) سے ظاہر ہوتی حقیقی حسن کے کمال کو تلاش کرنے سے رک نہ جائیں ۔

در عشق رخے او نہ حدوث و قدم مبین	کز سالک رہی تو وجود و عدم مبین
از پرتو جمال حقیقی بسوز پاک	گم گرد در فنا و دگر بیش و کم مبین
مردانہ بگذر از ازل و از ابد تمام	سر ازل بخوان تو لوح و قلم مبین
ہر حسن یک رقم ز کتاب جمال اوست	در دفتر جمال تو گم شو رقم مبین

۵

جمال یار کی لو میں نہیں حدوث و قدم	سلوک راہ میں آتا نہیں وجود و عدم
جلے جو پرتو حسن ازل سے پروانہ	فنا میں مست ہے اس کو نہ فکر بیش نہ کم
گذر جو جائے ازل اور ابد کے دھندے سے	ازل کے راز کا محرم ہو نہ بند لوح و قلم
جمال یار کے پرتو ہیں سب حسین یہاں	جمال ذات میں گم ہو تو چھوڑ دے یہ رقم

(المترجم)

(ترجمہ ابیات فارسی) اس معشوق حقیقی کے جمال کے عشق میں حادث اور قدیم کی طرف نہ جا کیونکہ حادث یعنی مجازی حسن بھی (اسی) قدیم جمال کا عکس

ہے، اگر تو سلوک کے راستہ پہ چلتے ہو وجود و عدم کی طرف نہ دیکھ
ہستی ۔خودی ۔نیستی اور بےخودی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ
مدعا سلوک راہ ہے ۔ جمال حقیقی کے عکس اور پرتو سے مکمل طور پر
جل جا اور فنا میں گم ہو جا ۔ زیادہ اور کم کے جھگڑے میں نہ پڑ ۔ ازل
اور ابد سے مردانِ خدا کی طرح گذر جا ۔ ازل کے راز سے واقف ہونے
کی جدوجہد کر اور لوح و قلم کی بحث میں نہ پڑ ۔ ہر حسین کا جمال اُسکے
جمال کی (خدائے جمیل کے) کتاب کی ایک تحریر ہے ۔جمال کی کتاب
میں کھو جا اور تحریر کی طرف نہ دیکھ ۔

ان ابیات سے جناب امیر رضا یہ واضح کرنا چاہتے ہیں ۔کہ
مجاز صرف حقیقت کا ایک عکس ہے ۔اور عکس میں ہی سالک راہ
اور عاشق صادق کو گرفتار نہیں رہنا چاہیے بلکہ مجاز کو حقیقت تک
پہونچنے کا ایک واسطہ سمجھنا چاہیے مجاز ذریعہ ہے مدعا حاصل کرنے
کا ۔مدعائے سلوک جمیل حقیقی ہے ۔اسی مضمون کو پیر عزیز اللہ حقانی
مرحوم نے جو کہ اسی سلسلہ (کبروی) کے ایک سالک تھے کشمیری میں
یوں ادا کیا ہے ۔ سے

نۀ وہ عشقکے پروانہ پہ زال ۔ پہ شمع د روے جاناں جان ور لگال
سَنِ نادردہ و سوداۓ مجازی ۔ ہَنِ نا تا حقیقت کارسازی
اَمی شُمرہ جھوی نردن بُدوی سرکراہ ۔ کہ کں دہ بیدارہ جاں ادہ لومرک زاہ
(مترجم)

اے عزیز جان اس راہ پر بعض چلنے والے اجتہاد پر سابقہ کشف ہونے سے محجوبوں کے درجے میں رہتے ہیں (عقلی اجتہاد کرنا سلوک راہ الٰہی میں حجاب پیدا کرتا ہے چنانچہ حدیث اَلْعِلْمُ حِجَابُ اللّٰہِ اکبر اسی کی طرف اشارہ ہے مترجم) بعض طالبان کا گروہ نا مسبوق جدوجہد کی وجہ سے محجوبوں کے درجہ میں رہتے ہیں۔ محبی اور محبوبی کی نسبت محب کی ذات کی لازمی باتوں اور لواحق میں سے ہے اور محبت کی حقیقت اپنی ہی خاص ذات میں تقیّد اور تنزّہ (قید ہونے یا آزاد ہونے) سے آزاد اور پاک ہے، اور اسکے فیض کے آثار تمام محبتوں کو پہونچتے رہتے ہیں اگر محبت کا سورج عنایت کے آسمان سے وجود کے صحرا پر نہ چمکتا کوئی محب جدوجہد کے میدان میں طلب کرنے کی خواری میں وصل کے ہما کے سایہ کی عزت نہ پاتا اگر عاشق کے آثار کی سرایت عاشقی اور معشوق کے سزاوار آئینوں کے شاملِ حال

نہونی جمالِ حقیقی کے سورج کی چمک محبوبیت کی عزت کی بلندی سے
محبی کی خواری کی پستی کی طرف کب رُخ کرتی اور جبکہ یہ بات عقلی
دلائل سے معلوم ہے کہ عزت۔ ناز اور افتخار محبوب کا شیوہ ہے نرمی
اطاعت اور عاجزی محب کا لباس ہے اور یہ دونو صفتیں متضاد ہیں۔
دو ضدوں کا ملنا محال ہے صرف اس ذاتِ حقیقی کے لیے جو اضداد کا ملانے
والا ہے (محال نہیں) اور وہ محبت ہے کیونکہ اگر محبت کی تیز تجلیوں
کی کڑک ہر محب اور محبوب کا عارضی لباس اُن کے جسم سے نہ اُتاریں
کوئی محب وصال کی مجلس میں ملاپ کی شربت نہ پیتا یہی وجہ ہے کہ
اصحاب کشف محب میں محبوب کی بو پاتے ہیں اور محبوب میں
محب کی حقیقت کا رنگ دیکھتے ہیں اور محبی اور محبوبی کے لگاؤ کو
ایک مبہم امر مانتے ہیں کیونکہ کوئی محب محبت کے میدان میں عاجزی
اور نیاز کا قدم محبوب کی ظاہری اور باطنی صوری اور معنوی مجازی اور
حقیقی کشش کے بغیر نہیں رکھ سکتا ہے اور کسی محبوب نے ناز کا
جھنڈا عزت کے میدان میں بلند نہ کیا۔ مگر محب کی محبت کا لگاؤ
جان کر اور دیکھ کر۔ اسلیے درا صل ہر ایک محب محبوب اور محبوب محب ہے

بھی باریکیاں محب کے اسرار کے عجائبات میں سے ہیں۔ پھر جب محبت کا سورج وحدت کے برج سے چمکے حسب ونسب اور تعلقات کا سایہ عدم کی طرف دوڑے۔ محب اور محبوب کا پہچاننے والا دونوں میں بغیر ایک حقیقت کے کچھ اور نہیں پاتا ہے۔ (ابیات)

تو خود ہمہ در نفس روان بودی | لیک از چشم سر نہان بودی
از تو ہمی یافتم خبر ہمگان | چوں شدم ہمچو عیان بودی
من خود اندر حجاب خود بودم | ورنہ با من تو در میان بودی
جانم اندر جہان ندا می جست | تو خود اندر میان جان بودی

تو مری جاں کے رہے ہمدم | آنکھ سے دور تھے مگر ہر دم
عقل سے تیرا علم پایا تھا | تھے عیاں تم ہوا جونہی بیدم
اپنے پردے میں میں رہا محجوب | تو نے ہرگز کیا نہ مجھ سے رم
میری جاں تجھکو ڈھونڈتی ہی رہی | جاں میں تھا رواں تمہارا ہم (المترجم)
تو میری جاں کے ساتھ تھے | لیکن ظاہری آنکھ سے اوجھل تھے
عقل سے میں تیرا پتا پاتا تھا | جب بیہوش ہوا تو تجھ کو نمایاں دیکھا
میں خود ہی اپنے پردے میں تھا | ورنہ تم میرے ساتھ ساتھ تھے

دنیا میں میری جاں تجھ کو ڈھونڈتی تھی۔ لیکن تم میری جان کے اندر موجود تھے۔

اے عزیز جان لے کہ بعض اہل عرفاں کے نزدیک محبت کے اصول۔ اور صفات کو چند اعتبارات کے مطابق بیان کرتے ہیں مثلاً صبابہ۔ شوق۔ رمقہ۔ ومقہ۔ وُدود۔ خلت۔ حب۔ توقان عشق اور ہویٰ وغیرہ۔ پہلا درجہ لحظہ اور رمقہ ہے یہ محبت کا وہ مادہ اور دوستی کی جڑ ہے اور اسکو محبت کے درجوں میں شمار کرتے ہیں اگرچہ ایسا نہیں ہے کیونکہ لحظ اور رمقہ کو محبت کے ساتھ وہی نسبت ہے جو نطفہ کو آدمی کے ساتھ۔ چنانچہ نطفہ کو آدمی نہیں کہتے ہیں اسلئے لحظ اور رمقہ کو بھی محبت نہیں کہتے ہیں۔ دوسرا مرتبہ ومقہ ہے اور وہ نفس ہے۔ اس کیفیت کے جاری ہونے کے لیے جو قوت مدرکہ کی حواس کی راہ سے حاصل ہوئی تیسرا ہوا وہ مؤدت کی ابتدا اور ظہور محبت کا پہلا درجہ ہے اور خالص محبت کے درجوں میں سے یہ صفت ہے۔ چوتھا مرتبہ وُدّ ہے وہ اُس راز کا ثبوت ہے جو کہ نفسانی خواہشات کے گرے سے محبت کے باطن میں حاصل ہوتا ہے۔ پانچواں خلت وہ عاشق کے

روحانی قوتوں کے بیچ میں محبت اور عشق کا گھس جانا اور اُن کے ساتھ آمیختہ ہونا ہے۔ چھٹا حق ہے۔ وہ محبت کے راز کو غیر محبوب کے ساتھ لگاؤ رکھنے سے آزاد کرتا ہے۔ اور مطلوب کے بغیر دوسروں نقوش سے دل کے آئینہ کو صاف کرتا ہے۔ ساتواں عشق:۔ وہ محبت کی حد سے زیادتی ہے اس لیئے لفظ عشق اس بے نیاز خدا کی شان پر استعمال نہیں کرتے ہیں کیونکہ اسکی بارگاہ میں افراط و تفریط کے لیئے کوئی گنجائش نہیں ہے لفظ عشق عشقہ سے مشتق ہے۔ وہ ایک پودا ہے جو کہ درخت کے ساتھ لپٹ جاتا ہے اور درخت کو پھل سے محروم کر کے زرد اور خشک بنا دیتا ہے۔ اسی طرح عشق عاشق کے وجود کے درخت کو معشوق کے جمال کی تجلیات میں محو کر دیتا ہے اور مٹا دیتا ہے۔ تاکہ جب عاشق کی ذات بیچ میں سے اُٹھ جائے اور ناپید ہو باقی معشوق رہے۔ اور بیچارے عاشق کو نیاز کے دروازے سے اندر لیجا کر ناز کے مسند پر بٹھا دے۔ یہی محبت کا انتہائی درجہ ہے۔

شوق۔ صبابہ۔ توقان۔ جوی۔ اشجان وغیرہ سب محبت کے لوازم اور لواحق ہیں اور اصل محبت نہیں ہیں۔ جیسا کہ برق۔

وجد۔ ذوق۔ شراب۔ ری اور سکر محبت کی ابتدائی باتوں عوارض اور لوازمات سے ہیں۔ ذیل میں ہر ایک کی طرف اشارہ کیا جائے گا اور سمجھانے اور تعریف کرنے کے خاطر مختصر طور بیان کیا جائے گا۔

اے عزیز! جان لے کہ برق عالم غیب کے باغوں کا ایک گلدستہ ہے جو کرم کے میدانوں سے عنایت کی پہلی قسط کے ذریعہ کمالات روحانی میں جد و جہد کرنے والوں کی جانوں تک پہونچتا ہے۔ اور ناسوتی حقیقتوں میں وجد سے پیچھے ظاہر ہوتا ہے۔ وجد سے مراد وہ غیبی وارد (قلبی حالت) یا اثر محبت یا اسکا ماحصل ہے جس سے طالبوں کے دل عنایت کی تجلیوں کے آثار حاصل ہونے کی امید ہے یا اُن کے ہاتھ سے جانے کے خوف سے خوشی کی لذت اور غم کی کلفت سے متاثر ہو جاتے ہیں۔ ذوق سے مراد تجلیات افعالی کی ابتدائی باتیں اور تجلیات صفاتی کے درمیانی درجہ کے اثرات کے نشئوں کی شراب کا پینا ہے۔ ری سے یہ مطلب ہے کہ سالکوں کی عقل کی تلخی شراب کی انتہا اور عارفوں کے دل کے آئینے افعالی تجلیات کے راز کے ایما اور اشارہ سے اور صفاتی تجلیات کے انوار کے عکسوں سے فیض حاصل کر سکیں۔ سکر سے مطلب

کسی مدہوش کرنے والے وارد غیبی کا نازل ہونا ہے۔ جو کہ غلبہ کے دبدبہ
اور حملہ سے حواس کو محسوسات کے سمجھنے اور درک کرنے سے روکنا اور
نفس کو مرغوب اور غیر مرغوب کے درمیان فرق کرنا بھلا ڈالنے والا
بنتا ہے اور ظاہری اور باطنی سکر میں فرق عقل کے نور کی کرنوں کے
نفس اور حس سے دور ہو جانے کی وجہ سے ہے کیونکہ عقلی نور کی چمک جو
طبیعت کے اندھیرے کی بیہوشی (نابودی) سے اور مزاج کی تبدیلی سے
ظاہر ہوتی ہے ظاہری سکر کا سبب ہے اور نور شہود کے غلبہ سے اسی سکر
کو سرزنش تنبیہ اور تصعید کرنا سکر معنوی کا باعث بن جاتا ہے۔
کیونکہ نور کی حقیقت یہ ہے کہ جس طرح اندھیرے کے نازل ہونے سے
نور پوشیدہ ہو جاتا ہے اسی طرح زبردست اور غالب نور کے طلوع
ہونے سے بھی چھپ جاتا ہے اور اس مدہوش کرنے والے وارد کی سلطنت
سلطنت شہود کے درمیان ہے لیکن جب مشاہدہ کرنے والے کا
حال تغیر کی آلودگی سے بے خوف اور نڈر ہو جائے اور تکرار کے طور پر اور
مقام پر قرار حاصل کرنے سے سالک کا مقام بن جائے اور شہود کی حقیقت
ہمیشہ دیکھنے کی وجہ سے دیکھنے والی کی انیس بن جائے اور وجدان حاصل

کرنے والے کے وجود کے جو اس سے اجزا ہیں سے ہر جزا اپنے جنس کے ساتھ رسائی سے اُنس حاصل کرنے کی وجہ سے اپنے اصل کی طرف لوٹ جائے اور حسی اور نفسی تبدیلیوں کے دوڑ دھوپ کا میدان نور عقل کی کرنوں سے روشن ہو جائے اور دوبارہ متفرقات اور محسوسات کے درمیان فرق پیدا ہو جائے تو اس حالت کو صحو ثانی یا جمع الجمع کہتے ہیں جب یہ ابتدائی امور واضح ہو گئے اور پایہ تحقیق کو پہونچے اس کے اب ابیات کی تشریح (قصیدہ میمی کے) خداوند کریم کی امداد اور اس کی یاری سے شروع کی جائے گی (یہاں تک تو تمہید حضرت شارح رض نے لکھی ہے اب قصیدہ اور اسکی تشریح ہے۔

(متن) (۱) شربنا علیٰ ذکر الحبیب بدامۃ
سکرنا بہا من قبل ان یخلق الکرم

(رباعی) روزیکہ مدار چرخ و افلاک نبود ÷ و آمیزش آب و آتش و خاک نبود
بر یاد تو مست بودم و بادہ پرست ÷ ہر چند نشان بادہ و تاک نبود
(ملا جامی)

ترجمہ متن:- ہم نے دوست کی یاد میں ایسی شراب پی جس کے نشہ سے ہم انگور کے پیدا ہونے سے پہلے مست ہو چکے تھے۔

ترجمہ رباعی :- جس دن آسمان کی گردش موجود نہ تھی اور عناصر آب و خاک و باد و آتش نہ ملے تھے۔ اے محبوب میں اسی دن سے تمہاری یاد میں مست ہو کر شراب پیتا تھا۔ اگرچہ شراب اور انگور کا نشان تک بھی نہیں تھا۔

(شرح) اے عزیز جان لے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اور ہمیں آب عرفان کے گھاٹ پر اتارے اور ہمیں اور تمہیں یقین والوں میں سے بنائے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایت اور کرم کی خواہش سے دنیا کے مختلف افراد و اشخاص کو نابودی کی تاریکی سے وجود کے صحرا میں لایا اور اپنے رحمانی تجلیات کے عام کرنے سے ہر کسی کو مناسب صلاحیت اہلیت اور عزت بخشی اور اس عزت کے سرچشمہ سے ہر کسی پینے والے نے امتیاز کی لذت چکھ لی اور خاصکر تجلی رحیمی نے نوع انسان میں سے ایک بڑی جماعت کو ہدایت و ایمان کی خلعت اور عرفان کی عنایت اور بزرگی سے شرف بخشا اور رہی عقلی اور علمی منازل کو پستی سے ذوقی غیبی اور شہودی مدارج کی بلندی تک پہنچایا۔ چونکہ اس کمال کا حاصل کرنا نوعی صفات کے مٹانے اور ذاتی صفات معین کرنے کے بغیر حاصل نہیں ہوتا۔ زندگی کے

منحوس لباس کو اُتارنا اور نفسی صفات کے قابو سے آزاد ہونا اُس شراب کے نشہ کے بغیر ممکن نہیں جو کہ صبح و شام حقیقی معشوق کے بخشش برسانے والی ذکر اور یاد کے نتیجوں اور ثمرات سے مودت کے دیوانوں اور محبت کے صحراؤں کے راہ نوردوں کے مذاق جان کو پہونچتا ہے۔ اُس ذاتِ پیدا کرنے والی کی کمال حکمت نے چاہا کہ عرفاں کے گھاٹوں سے پینے والوں کی شربت پہلے قدم پر سلسبیل اور زنجبیل کی آمیزش سے ہو تاکہ طلب کے آگ کی گرمی کی تیزی سالک کے صفات کو جلا ڈالے اور پھر طلب کے میداں کے پیاسوں کی پیاس کا روگ شراب کافوری سے بجھایا جائے تاکہ لباس یقین کے حاصل ہونے سے فَنَاءٌ مَنْ لَمْ يَكُنْ وَ بَقَاءٌ مَنْ لَمْ يَزَلْ مشاہدہ ہو اور واردات غیبی اور باطنی رموزات کے تیز شراب کی فیض رسانی سے جمال کے مشاہدہ کے عاشقوں اور اس سیدھے راہ پر چلنے والوں کی جان کے دماغ کو معطر ہو اور اہل جذبات کی زبان اور بیان کو جو کہ کنواری دُلھنیں (ناگفتہ اور نادیدہ رموزات) اور اسرار کے پردے میں رہنے والی پیاریاں (اسرار الٰہی جو پوشیدہ ہیں) ہیں مَنْ عَرَفَ اللّٰهَ كَلَّ لِسَانُهٗ (جس نے خدا کو پہچانا اسکی زبان بند ہوئی) کی مُہر سے بند

ہوجائے اور یہی تین درجے ذکر محبوب کے قریب ہیں جو محبوب کے عاشقوں کے شوق کی آگ بھڑکاتا ہے اور پانے والوں کے وجدان کو پورا کرتا ہے اور اسکے عشق میں سرگرداں لوگوں کے دل میں حیرت پیدا کر دیتا ہے۔
اس ذکر سے سالکوں پر امور غیبی اور اسرار الٰہی کے ظاہر ہونے اور انوار الٰہی کے دیکھنے کا ثمرہ مطلوب ہے نہ کہ ایسی باتیں جو عام لوگوں میں مشہور اور رائج ہیں پس چوتھے درجے میں دوسروں کو کامل بنانے والے ولیوں کے وجود کے درخت جو کہ عنایت کی درگاہ کے نزدیک اور مقرب دربار اور ولایت کے میدان کے بلند مرتبہ لوگ ہیں روحانی رازوں کی نزدیکی کی خوشبودار ہواؤں کے چلنے سے اور وحدت کے زر خالص کے پرکھنے سے فطری امراض میں مبتلا لوگوں کو درست بنانے اور حیوانی آلودگیوں میں ڈوبے ہوئے لوگوں کو منوانے اور پاک کرنے میں بار آور ہو جاتے ہیں اس درجہ پر پہونچکر وجود ہی نہیں رہتا ہے۔ کیونکہ اس مقام کی درستی وجود حقیقی کے ظہور کی کھوج لگانے اور ذاکر کے وجود کی مذکور کی حقیقت میں کھو جانے سے وہمی ہستی کو مٹانے کے بعد ہو جاتی ہے۔ ان تمام باتوں سے یہی سمجھ میں آتا ہے کہ شراب زنجبیل کا ذوق لسانی ذاکروں (اوراد

وظیفہ خوانوں) کا تحفہ ہے اور شراب کافوری کے پیالے ارباب قلوب کی قسمت میں آئے ہیں اور سربمہر شراب خالص کے گھونٹ روحانیوں کی ضیافت اور میہمانی ہیں کیونکہ مشرب سے اس جماعت کا مطلب وجود کے درجوں کے افراد و اعیان کے قبول کرنے اور اُن کے خدا کی ذاتی۔ صفاتی اور افعالی تجلیات کے فیض کی ہمیشگی سے اُن کی صلاحیت اور اہلیت کے مطابق عالم افعال کے منازل۔ صفات کی بلندی کے مدارج اور ذات کی بزرگی کے مراتب سے ہے تاکہ یہ باریکیاں ملکوتی اسرار کے کمالات اور جبروتی انوار کے ظاہر ہونے کی باعث بن جائیں میدان حقیقت کے مبارزاں اور مجاہدوں اور طریقت کے کوچے میں تیز دوڑنے والوں نے یہ شربہ مظاہر عنصری اور مناظر بشری میں اَلَسْتُ کی محفل میں مشیت ایزدی کے ساقی کے ہاتھ سے نوش کیا اور اس شراب کی مستی دنیوی شادمانی اور شادکامی میں ظاہر ہوئی اور اس نشہ اور سکر کو آخرت کے وطن میں بجھانے والا بغیر شربت موعود یعنی وصال کے اور کچھ نہیں۔ بیت

اے ساقی از آں مے کہ دل و دین منست ؎ پیچو نشیم کن کہ ہستی آئین منست

نفرین تو خوشتر ز دعاے دگری :: زیرا کہ دعاے غیر نفرین من است

یعنی اے ساقی اس شراب سے مجھے مدہوش بنا جو کہ میرا دل و ایمان اور دین ہے کیونکہ میں نے مستی کو آئین بنالیا ہے (ظاہری زندگی کو ہی میں سب کچھ سمجھتا ہوں) تمہاری بد دعا دوسرے کی دعا سے مجھے بھلی لگتی ہے۔ کیونکہ دوسری کی دعا میرے حق میں دعاے بد ہے۔

عربی قصیدہ کے بیت کے لفظی معنی ذیل میں ہیں۔

اپنی دوستانہ مجلس میں ہم نے دوست کی یاد میں وہ شراب پی جس سے کہ ہم مست ہوئے بلکہ اس کی خوشبو سے کھو گئے اور یہ حالت ہماری انگور کا درخت پیدا ہونے سے پیشتر تھی اور شراب کا مادہ شور و شر سے بھرا تھا

(متن) لہا البدر کاس وھی شمس یدیرھا
ہلال وکم یبدو اذا مزجت نجم

(رباعی) ماہے است تمام جام مے مہر منیر :: واں مہر منیر را ہلال است مدیر
صد اختر رخشندہ ہویدا گردد :: چوں آتش مے ز آب شود لطف پذیر
(جامی)

(ترجمہ رباعی) اس شراب کا پیالہ ہمیشہ ماہ تمام ہے اگرچہ خود آفتاب فیض

تہ ہے اور شفاف ہونے میں ہے اور اسکو ہلال کی انگلی ساقی کی طرح
پھراتی ہے اور پانی کے ساتھ ملانے کے بوقت بلبلوں کی صورت میں
چمکتے ہوئے تارے پیدا ہوتے ہیں

ترجمہ رباعی :- پیالہ بدر کامل ہے اور شراب آفتاب رخشاں ہے
اور اس چمکتے ہوئے سورج کو ہلال گردش میں لاتا ہے - جب شراب
کی آگ پانی سے لطافت پاتی ہے سینکڑوں چمکتے ہوئے ستارے اس
سے پیدا ہوجاتے ہیں

(شرح) مہا کی ضمیر مدامہ کی طرف پھرتی ہے بدر مبتدا ہے اور
کاس اسکی خبر - وہی کی واو حالیہ ہے بدیرہا کی ضمیر شمس کی طرف
پھرتی ہے - ہلال اور نجم یدیرا اور یبدا کے فاعل ہیں پھر اس
شعر کے معنی یوں ہوئے :- پورا چاند شراب کا پیالہ ہے حالانکہ وہ
سورج ہے جسکے گرد ہلال گھومتا ہے اور اکثر جب شراب کے ساتھ
پانی ملتا ہے تو اس ستاروں کی صورت میں بلبلے اٹھتے ہیں اور
ساقی کے ساتھ ہلال کی تشبیہ اسلیئے ہے کہ وہ اہل مجلس میں پیالے
کو پھراتا رہتا ہے - ناظم کا مطلب ان باتوں سے خارجی اعیان ہیں،

اور ممکن ہے کہ اسی عبارت سے وہ حقائق نفسی چاہتا ہے پہلے فرضیہ کے مطابق (خارجی اعیان کے مطابق) بدر سے مراد روح محمدی صلعم ہے۔ جو آفتاب احدیت کا مظہر اور حقیقی محبت کی حقیقت کا بہترین ہے اور ہلال سے حضرت علی مرتضےٰ رضہ مراد ہے۔ جو ذوالجلال کی محبت کی شراب پلانے والے اور امیدوں کے میدان کے پیاسوں کو وصال کے سرد شیریں گھاٹ پر اتارنے والے ہیں۔ جیسا کہ سرکار دو عالم صلعم نے فرمایا ہے اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُہَا۔ میں علم کا شہر ہوں اور علی رضہ اس کا دروازہ ہے۔ جس طرح ہلال چاند کے بغیر نہیں بلکہ اسی کا ایک حصّہ ہے۔ اسی طرح شاہ ولایت رضہ کو سردار انبیا صلعم کے ساتھ ایسی ہی نسبت اور تعلق ہے جیسا کہ احادیث نبوی صلعم میں متواتر آیا ہے خُلِقْتُ اَنَا وَعَلِیٌّ مِنْ نُوْرٍ وَاحِدٍ۔ عَلِیٌّ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْہُ مجھے اور علی رضہ کو ایک ہی نور سے پیدا کیا گیا۔ علی رضہ مجھ سے ہے اور میں علی رضہ سے ہوں سرکار دو عالم صلعم کے دینی اور راہ خدا کے احکام اور حضرت مرتضےٰ رضہ کے اقوال کو آمیزش سے اکابر اولیا کے ذوق کے گھاٹ (سلاسل صوفیہ) کے سوتے ظاہر ہوئے اور جو سرور انبیا صلعم نے سرور اولیا رضہ کی شان

میں فرمایا ہے انا و انت ابوا ھذہ الامۃ میں اور تم اس امت کے باپ ہیں" سے اسی مضمون کی طرف اشارہ ہے کیونکہ اسرار توحید کے منبع اور انوار تحقیق کے مطلع وہی ہیں اور تمام اہل کشف وشہود کے اسرار کے درجات کے کمال کا حاصل کرنا انہی کے سرچشمہ سے تھا۔ اسوقت ہے اور آئندہ بھی ہوگا ایک اور حدیث میں آیا ہے اَنَا الْمُنْذِرُ وَعَلِیٌّ الْھَادِیْ وَبِکَ یَا عَلِیُّ یَھْتَدِیْ الْمُھْتَدُوْنَ۔ میں ڈرانے والا ہوں اور علی ہدایت کرنے والا۔ اے علی تجھ سے ہی ہدایت پانے والے ہدایت پاتے ہیں۔

جب یہ راز تجھ پر روشن ہو جائے نوجوان لے گا کہ ہر ولی کے نور کی روشنیاں حضرت علی رضہ ولایت کے چراغ سے ہی لی گئی ہیں

دوسرے اندازہ کے مطابق بدر سے روح قدسی مراد ہے جو کہ نسبت کے درجہ میں اسرار ملکوتی اور جبروتی کی حقیقت کا مرکز ہوتا ہے اور منبع لاہوتی سے اور مقام خلافت میں اس فیض کے نشانات اور ثمرات عالم شہادت میں بسنے والوں اور سعادت کے راستے پر چلنے والوں تک پہنچتا ہے۔ ان فیوض کا حصول حقایق ناسوتی کے کمالات کے ظاہر ہونے اور حالات غیبی کے پیدا ہونے کا سبب ہے اور ہلال سے دل

مراد ہے جو روح انسانی کی راز کی خوبی اور نفسانی قوتوں کو پرورش دینے والا ہے۔ اسرار قدسی کے شراب کے پیالیوں کو قوای انسانی کی حقیقتوں کی مجلس میں وہی پھیلانے والا ہے۔ مشاہداتِ قدسی کے اخبار کے آثار اور اُنس کے دسترخوانوں کے شراب کے ہمایوں کی خوشبوئیں روحانی تبدیلیوں اور قلبی خصوصیات کے ذریعہ آمیزش پاتی ہیں اور اُن تمام سے انواع واقسام کے اعمال کی باریکیاں اور احوال کے ستاروں کی حقیقتیں وجود میں آتی ہیں۔ بیت

تجلّئے جمالش رامظاہر در وجود آرد

ولے چون پردہ بکشاید عدم بر مظہر اندازد

اسکے جمال کے تجلی کو مظاہر وجود میں لاتے ہیں۔ لیکن اگر پردہ اٹھادے تو مظہر پر عدم کا پردہ چھائے گا۔

(متن) فلولا نشد انما اهتدينا لحانها

ولولا سناها ما تصورها الوهم

رباعی گر رہبر مستان نشدے نگہت مے ﴿ مشکل بُردے کسے سوئے میکدہ پے

در چشم خرد نیا فتے نور زمے ﴿ گے درک حقیقتش توانستے کے

(جامی)

(ترجمہ متن) اگر شراب کی خوشبو اور دل کش شمیم دماغ کو معطر نہ کرتی
اس کے خمخانہ تک ہیں راستی کا راستہ طے نہ کر سکتا اور اگر اسکے نور کے
لمعات اور اسکے ظہور کا پرنور روشن نہ ہو جاتا ہیں وہم کے قدموں سے اسکی
حقیقت کے تصور کا راستہ چل نہ سکتا۔

(ترجمہ رباعی) اگر شراب کی خوشبو مستوں کی رہبر نہ بن جاتی کسی
کا میکدہ کا سراغ پانا مشکل تھا اور اگر عقل کی آنکھ اس سے روشنی حاصل
نہ کرتی۔ اسکی حقیقت کو نہ دیکھ سکتی۔

(شرح) شذا پاکیزہ بو کو کہتے ہیں اور حان شراب فروش
کی دوکان اور شعر کے چاروں کلموں ہیں ضمیر مؤنث مدامہ کی طرف پھرتی
ہے الوہم انوار جمال مطلق کا فاعل ہے۔ چاہتا ہے کہ اسکی تجلی کے پرتو وجود
کے ذرات کے آئینوں پر چمکائے اور ہر شخص کو دنیاوی اشخاص ہیں سے
اس جمال کے عکس کے اثر سے تصور ہو اسلیئے اس شعر کے معنی یوں
ہو سکتے ہیں کہ ولا رایحتہ . . . . . . لطافتہا
(اگر اس شراب کی خوشبو نہ ہوتی تو میں اسکے شراب خانہ تک راہ نپاتا
اور اگر اسکی روشنی نہوتی تو اسکی انتہائی لطافت کی وجہ سے اس کے

تصور کرنے کی طاقت وہم کو نہ ہوتی۔

اے عزیزِ جان! لے کہ جانؔ سے مراد مقام محبت ہے اور پاکیزہ بو سے کمالی آثار حاصل کرنا ہے اگر اُس جمال کے اثر کا دبدبہ نفسی قلبی اور سری آئینہ پر ظاہر ہو جائے تو وہ حقیقت جو ان معانی کی حامل ہو۔ اس کو حسن سیرت کہتے ہیں۔ اگر یہی جسم اور قالب کی نزاکت کے صفحات کی سطح پر روشن ہو جائے تو اسکو حسن صورت کہتے ہیں۔ کیونکہ اس روشنی کا اثر فصاحت کا نتیجہ بخشتا ہے اور اس کا ظہور صباحت کا پھل دیتا ہے اور حسن وجمال کی پاکیزگی۔ رخسار کی نمکینی۔ تل کی موزونیت آنکھوں کی دلفریبی۔ ابرو کا ہلال خوبرویوں کی صورتوں میں اسی جمال کے ثبوت ہیں جیسا کہ ناظم کہتا ہے شعر ف ما ذالک ..... بتجلب (وہ شراب حقیقت سوائے اسکے کچھ نہیں کہ اگر وہ ظاہری مظاہر میں ظاہر ہو جائے تو لوگ اسکو وہ حقیقی شراب تصور نہیں کرینگے)

پس جانؔ سے جو کہ خوشبو کا منبع ہے جمال مطلق مراد ہے۔ اور شذا جمال مقید کی طرف اشارہ ہے۔ مجاز کو حقیقت کی طرف ایک بڑا پُل جاننا چاہیئے جمالی تجلیات کے راز وجود کی تختیوں کے جلوہ گاہوں

پیارے عزیز بڑھتے رہ اور منازل حقیقت کی سیر میں جد و جہد کے قدموں سے کوشش کر۔ جمال غیبی کا چہرہ ہر نالایق انسان کے تصور آنکھ سے پوشیدہ رکھ۔ بیت

ایں سر نہ زہر سرے تواں یافت ؛ تا نور یقیں کرا نہادند
ہر کس کہ بصورت آدمی شد ؛ خاصیت آدمی ندادند

یہ راز ہر ایک سر سے (یعنی آدمی سے) نہیں پا سکتے ہیں جب تک کہ اس سر میں نور یقین نہ رکھا گیا ہو۔ ہر کسی کو جو شکل و صورت کے لحاظ سے آدمی بنا۔ آدم کی خاصیت نہیں دی گئی۔

(متن) وَاِنْ ذکرت فی الحی اصبح اھلہ
نشاوی ولا عار علیھم ولا اثم

(رباعی) آں مے خواہم کہ عقل در مست شود ؛ سر رشتہ اختیارش از دست شود
مطرب چو بوصف او سخن آغاز کرد ؛ ہر زندہ دلے کہ بشنود مست شود۔
" ہر گز ہستی عشق را خمارے بنود ؛ یکدم زاں می مرا کنارے بنود (جامی)
جز مے خوردن مرا چو کارے بنود ؛ بارے زاں مے کہ عیب و عارے بنود "

(عربی بیت کا ترجمہ) اگر اس شراب کا ذکر ایسے قبیلے میں جو کہ اقبالمندوں

اور زندہ دلوں کا قبیلہ ہو گیا جائے بیشک اس قبیلے کے لوگ مست ہو جائیں اور نشہ کی شدت سے بے قابو ہو جائیں۔ حالانکہ اس مستی سے انکو نہ کوئی شرم ہوگی اور نہ شراب خواری میں کوئی گناہ

(فارسی اشعار کا ترجمہ) میں وہ شراب چاہتا ہوں جس سے کہ عقل مست ہو کر بے قابو ہو جائے۔ گویا اگر اسکی تعریف شروع کرے۔ ہر زندہ دل جو سنے مست ہو جائے۔ عشق کی شراب کو نشہ ہرگز نہیں اور میں اس سے ایک دم بھی الگ نہیں رہنا چاہتا ہوں۔ جب مجھے شراب پینے کے بغیر کوئی کام ہی نہیں تو اس شراب خواری میں کیا شرم ہو سکتی ہے

(شرح) ذکرت کی ضمیر مؤنث مدامہ کی طرف اور اہلہ کی ضمیر حے کی طرف راجع ہیں اور نشوہ اول درجے کا سکر ہے معنی یوں ہوئے (اگر کسی قبیلے میں مدامہ کا ذکر کیا جائے تو اس کے سننے کی لذت سے قبیلے کے لوگ مست ہو جائیں اور اس سے انکو کوئی شرم یا گناہ لاحق نہ ہوگا) حے سے مراد بنی نوع انسان کا گروہ ہے جو کہ ذات الٰہی کے عرفان کی باتوں کی زندگی سے موصوف ہے اور اس ذات نامتناہی کے تصرفات

اور حالات کی حقیقتوں کے سمجھنے اور پانے کے لیے مشہور ہے۔ اہل سے مراد جسمانی اور روحانی قوتیں ہیں۔ ذکر جہری۔ قلبی۔ سری۔ یا روحی ہو سکتی ہے۔ ذکر جہری قوت سامعہ کے ذریعہ قوائے حسی کی نشو و نما کرتی ہے۔ ذکر قلبی قوت حافظہ کے حاظر کرنے سے قوائے نفسی کی صفائی کی منبع ہے۔ ذکر سری قوائے روحانی کو قوائے متفکرہ کے ذریعہ عرفاں کے صاف و خوشگوار سرچشمہ پر پہونچانے والی ہے۔ ذکر روحی حیات علمی کے انوار کی مطلع ہے۔ اور اس کا نفوذ غیبی مناجات کے مطابق ہے۔ جو کہ قابلیات اور استعدادات کے طلب کرنے کی زبان ہے۔ پس ذکر صوری کا ذوق طالبوں کے راستہ میں آرام کی جگہ اور خورد و نوش کی چیز ہے اور ذکر قلبی کا نشہ سالکوں کے چراغ یا صبوحی پینے کے پیالے کا نور ہے۔ ذکر سری کی مدہوشی عاشقوں کے معراج کا براق ہے اور ذکر روحی کی مستی عارفوں کے لیے کشایش اور فتوح کی چابی ہے۔ مختصر یہ کہ جس طرح حواس ظاہری میں سے ہر ایک کو سکر و لذت کا ایک مشرب ہے جو کہ عالم شہود کے اقسام میں سے کوئی قسم ہے جیسے کہ قوت باصرہ کی لذت رنگوں اور شکلوں کے دیکھنے سے ہے اور قوت سامعہ کو آوازوں اور

گیتوں کے جو کہ نرم اور دلکش ہوں سننے سے لذت حاصل ہے قوت ذائقہ کو کھانوں کے سمجھنے سے لذت ملتی ہے۔ اسی طرح قواء باطنی ہیں سے ہر ایک کے لذت اور سکر کے منبع کے حاصل کرنے کے لیے غیبی حقیقتوں میں سے ایک نہ ایک حقیقت اور ملکوتی اسرار میں سے کوئی نہ کوئی سر اور راز ہوتا ہے جس کا ظہور عرفان کی شراب پینے والوں کے گناہ اور شرم مٹا ڈالتا ہے اور احسان کے انوار کے عاشقوں کے افتخار اور عزت کو ثابت اور برقرار رکھتا ہے۔

(متن) ومن بین الحشا الدہان لصاعدہ
ولم یبق من حقیقتہا الا اسمہ

(رباعی) دردا کہ حریف دردی آشام نماند ؛ وز بادہ نشے در قدح و جام نماند
کردا از دل خم ز لطف میل عرد ؛ در خمکدہ ہا از وبجز نام نماند

(ترجمہ متن) وہ شراب مٹکوں کے اندر سے اوپر کو چڑھتی گئی یہاں تک کہ علوی مقامات کی طرف میلان کرنے سے سفلی گڑھوں سے بہت دور ہوئی اور لوگوں میں بغیر نام کے اس کا کوئی اثر باقی نہ رہا

(ترجمہ رباعی) افسوس کہ تلچھٹ پینے والا کوئی دوست نہ رہا اور

پیالے میں شراب کی تری بھی نہ رہی۔ شراب کی نزاکت کی وجہ سے شراب نے اوپر جانے کا میلان کیا اور شراب خانوں میں شراب بغیر نام کے کچھ نہ رہا۔

(شرح) تصاعدت کے معنی مجاز کے طور پر ظہرت ہوں گے۔ اور اسکی ضمیر مدامہ کی طرف راجع ہے اور منہا کی ضمیر ان حقایق کی طرف پھرتی ہے۔ جو دنان سے ظاہر ہیں اور اس طرح شعر کے معنی یوں ہوئے یہ شراب مٹکوں کی انتڑیوں میں سے اُبلنے اور جوش کرنے لگی اور پھر پینے والوں کے ذوق میں پوشیدہ ہوئی یہاں تک کہ در اصل اس میں سے بغیر اسکے نام کے کچھ بھی باقی نہ رہا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس شراب کی حقیقت نے پینے والوں کی بواطن کے مٹکوں سے جوش کیا۔ اور اسکے اثرات کی حقیقتیں اولیا کے چہروں کے صفحات اور اصفیا کی زبانوں کی معجونوں پر طالبوں کی تربیت اور غافلوں کی تنبیہ کے لیے ظاہر ہوئیں۔ خوشبو کی انتہائی نزاکت اور لطافت سے قابل لوگوں کی صلاحیتوں کے مشام میں نافذ ہوئیں اور اشخاص (خاص) کی خصوصیتوں میں پوشیدہ ہو گئیں۔ اُن تبدیلیوں سے ہونے ہولے اسکی کیفیت سے

بغیر نام کے اور کچھ نہ رہا جو لوگ اس بیت کو ولایت کے انکار پہ محمول کرتے ہیں (وہ غلطی پر ہیں) یہ انکی نظر کا قصور ہے کیونکہ کشفی اور نقلی دلائل سے ثابت ہوا ہے کہ ہر زمانہ میں ایک گروہ جو عنایت الٰہی سے مخصوص اور خداوندی الطاف کے پانے والے ہوتے ہیں اقطاب۔ افراد اوتاد۔ اور ابدال وغیرہم میں سے موجود رہتے ہیں جنکے وجود دنیائے فانی کے نظم و نسق کے موجب ہیں اور جن کے پاکیزہ انفاس آفات سماوی کے رد کرنے والے ہیں حضرت نبی کریم صلعم کا فرمان اسی مضمون کا شاہد ہے۔ لَا یَزَالُ مِنْ اُمَّتِیْ عَلَی الْحَقِّ ظَاهِرِیْنَ لَا یَضُرُّهُمْ حَتّٰی یَاْتِیَ اَمْرُ اللّٰهِ (میری امت میں ہمیشہ ایک جماعت ہوگی جو حق پر ہوگی انہیں کوئی ضرر نہیں پہونچا سکتا جب تک کہ خدا کا امر نہ آئے) اس قوم کے ضعف تصور کا یہ ثبوت ہے کہ ناظم کے زمانے میں کاملوں میں سے مشہور اصحاب میں سے چند مثلاً شیخ سعد الدین حموی رح شیخ سیف الدین باجرزی رح اور شیخ شہاب الدین سہروردی رح اور شیخ نجم الدین رازی رح المعروف بہ دایہ موجود تھے کہتے ہیں کہ ناظم (ابو حفص فارسی) چھ مہینے مصر کے ملک میں جامع ازہر میں معتکف تھا اور

شیخ محی الدین عربی رح اوپر والے طبقہ میں انہوں دونوں اعتکاف میں تھے اور دونوں میں ملاقات نہوئی۔ اور انکار کرنے والے کا مدعا یہ ہے کہ وہ زمانہ ولایت کے ظہور کا ابتدائی زمانہ تھا پس ناظم نے ظہور کے زمانہ میں ظہور کا انکار کیا ہوگا۔ یہ ناممکن ہے بیت

ترا گر دیدہ احول بنودے ⁂ حدیث آخر و اول بنودے

ترا از صحبت خود کار خامست ⁂ وگرنہ ظاہر و باطن کدامست

اگر تو بھینگا نہ ہوتے تو اول و آخر کی باتیں نہوتیں۔ تمہارا کام اپنی ہی صحبت سے خام ہے ورنہ ظاہر و باطن کیا ہے۔

(متن) وان خطرت یوما علی خاطر امرء
اقامت بہ الافراح وارتحل الھم

(رباعی) از بادہ رخشق غصہ بہ باد شود ⁂ ویراں شدہ حادثہ آباد شود
بہ خاطر غمگیں گذرد شاد شود ⁂ ز اندوہ و غم زمانہ آزاد شود
(جامی)

ترجمہ (متن) اگر کبھی کسی آزاد جوانمرد کے دل کے میدان میں اس شراب کی باد پیدا ہو تو اس میدان سے سفر کرنے والے یعنی شادی اور راحت ٹھہرنے کا ارادہ کریں اور اس حرم (دل) کے مجاور یعنی غم اور

رنج وہاں سے کوچ کا نقارہ بجائیں۔

(ترجمہ رباعی) عشق کی شراب سے غم تباہ ہوجاتا ہے۔ واردات دنیا سے جو تباہ ہوا ہو۔ وہ آباد ہوجاتا ہے۔ اگر غمگیں کے دل پر (اسکی یاد) گذرے۔ زمانے غم وغصہ سے آزاد ہوجاتا ہے۔

(شرح) خاطر سے قلب مراد ہے اور یہ اسم حال سے محل کا نام کرنا ہے اور اس کا فاعل مدامہ ہے اور ضمیر بہ میں باء سببیت کے لیے ہے اور ارباب کشف وشہود کے پاس روز سے وقت مراد ہے جیسے آن کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اگر دل کی صفائی کے اوقات میں سے کسی وقت قدسی اور روحانی بلندیوں کی فضا سے پاکیزہ ہواؤں میں سے ایک جھونکا اور مشاہد انسی کی لطافت والی خوشبو اور ٹھنڈی ہواؤں سے ایک جھٹکا روحانی شراب خانوں کے مستوں کے دلوں کے باغیچوں اور قرب رحمانی کے ہمسایگی کے وطنوں سے دور شدہ لوگوں پر گذرے۔ فراق کی محنت اور غم کا خمیازہ وصال کے صاف اور ٹھنڈے پانی کے پیالوں کی فرحت میں تبدیل ہوجائے چنانچہ ناظم کہتا ہے۔

لهادی اصیل کله ان تبسمت - او ایله برد

لمسی - وان راضیت عنی فعمری کله - او ان

الصبا طیبًا وعصر التشییز"

جس وقت وہ محبوب ۳ سے راضی ہوتا ہے تو زلال وصال سے
مست ہوجاتا ہوں تو میری نسیم صبح (جوانی کا آغاز) اور شام عمر
(بڑھاپے کا زمانہ) خوشبو جیسا بن جاتے ہیں۔

(متن) ولو نظر الندمان ختم انائها

لاسکرهم من دون ذاك الختم

(رباعی) یارب چه مے است اینکه بود ہموارہ ؛ دراعه پرہیزم ازو صد پارہ

گر مہر خمش را نگرد مے خوارہ ؛ بے بادہ شود مست ازاں نظارہ

(ترجمہ متن) اگر اس شراب کے برتن کی مہر کو انجمن محبت کے رفیق اور
عشق و محبت کے ایوان میں رہنے والے دیکھ پائیں بے شک وہ مست
ہوجائیں گے بغیر شراب پینے کے صرف مہر کے دیکھنے سے ہی

(ترجمہ رباعی) اے خدا یہ کیسی شراب ہے کہ ہمیشہ میری پرہیزگاری
ادنی کرتوں کے پرخچے اڑ جاتے ہیں اگر اس مٹکے کی مہر کو شراب پینے

والا دیکھے تو اس مُہر کو دیکھنے سے ہی شراب پیئے بغیر وہ مست ہو جائیگا۔

(شرح) اندما مجلس شراب کے رفقاء کو کہتے ہیں اور یہ ندیم کی جمع ہے اور اس موقعہ پر دون کے معنی بغیر کے ہیں اور اسکی ضمیر مدامہ کی طرف راجع ہے۔ یعنی اگر صاحب دل اور کشف و کرامات والے بزرگ جو کہ زلال کمال کو پینے والے ہیں اور وصال کی مجلس کے دیکھنے والے ہیں دل کی آنکھ سے اس مخفی خزانہ کو دیکھ لیں جو کہ اس کے مٹکے کی مُہر ہے تجلیات جمالی کے انوار کے ایک پر تو کا ظہور ان تمام کی ہمتوں کے اُڑان کے قاعدوں کو حیرت اور سراسیمگی کے سمندر میں ڈبو دے۔

اے عزیز! جب ظاہری حسن و جمال جو کہ جمال حقیقی کے انوار کے شعاعوں کا ایک پرتو ہے باوجود ہزاروں مراتب جسمانی اور روحانی سے پستی میں آمد و رفت کو عبور کر کے اور ہجراں کی محنتوں سے ہر ایک مرتبہ سے دوری اور کدورت کے آثار کے ساتھ ہو کر اور تاریک اور غلیظ مظاہر سے مل کر جب اپنی حقیقت کو ارباب عقل کے سامنے جلوہ گر کر دیتا ہے اُن تمام کے عقلوں اور نفسوں کو خیرہ پاگل اور بیہوش بنا دیتا ہے اور اُن کے جانوں کو محبت کی کٹھائی میں پگلاتا ہے۔ یہاں پر

یہ جاننا چاہیے کہ جمال مطلق کی حقیقتوں کو دیکھنے والوں اور تحقیق شدہ (ثابت شدہ) کمال کی چوٹی تک پہونچنے والوں کا ذوق حیطۂ بیان و گفتار میں نہیں آسکتا ہے اور کسی کی عقل کی ترازو کی زبان سے اسکو تولا نہیں جاسکتا ہے۔ (بیت)

حرف عشق از سرِ زباں دور است ؛ شرح ایں آیت از بیاں دور است

ہر خسے کے رسد بمعنی عشق ؛ طالب کام زیں نشاں دور است

(ترجمہ) عشق کی بات زباں کے سرے سے دور ہے اور اس آیت کی تشریح بیان سے دور ہے۔ ہر کمینہ عشق کے معنی کو کب سمجھ سکتا ہے۔ کامیابی کا طالب اس جھنڈے اور نشان سے دور ہے

متن؛ ولو نضحوا منہا ثری قبر میتہ
لعادت الیہ الروح وانعش الجسم

(رباعی) عاشق نخواند کہ زمے پرہیزد ؛ خاصہ زمئے کہ شور عشق انگیزد
یک جرعہ بخاک ہر کہ زاں مے ریزد ؛ جاں در تنش آید ز لحد برخیزد
(جامی)

(ترجمہ متن) اگر ندیم اس شراب کا ایک قطرہ کسی مردے کی نمناک قبر پر چھڑکیں بے شک جسم سے نکلی ہوئی جان جسم میں واپس آجائے گی اور

اس کا کہ اجزا جسم جان کے واپس آنے سے پھر تندرستی اور خوشی کی حرکت میں آجائے گا

(ترجمہ رباعی) عاشق اس شراب سے پرہیز نہیں کر سکتا ہے۔ خاصکر اس شراب سے جس سے عشق کا جنوں پیدا ہو اگر کسی مرے ہوئے کی قبر پہ اس شراب کا ایک قطرہ چھڑکے۔ اسکی جان جسم میں واپس آئے گی اور وہ قبر سے اُٹھ جائے گا۔

(شرح) نضح پانی چھڑکنے کو کہتے ہیں۔ ثریٰ نمناک مٹی کو انتعاش اٹھنا۔ پہلی ضمیر مدامہ کی طرف پھرتی ہے۔ دوسری میت کی طرف۔ الروح والجسم عادت اور انتعش کے فاعل ہیں پھر معنی یوں ہوئے اگر زلال عرفاں کے پینے والے جو مجلس شہود کے ندیم ہیں۔ عنایت کے پیالے کا ایک قطرہ اور ہدایت کے چراغ کا پرتو جو کہ دل وجان کی زندہ کرنے والا اور نفس وجسم کو روشن کرنے والا ہے غفلت وجہالت کے مزار کے کسی غافل مردے پر چھڑکیں وہ معنوی حیات پاکر زندہ ہو جائے گا اور روح عرفانی کی خوشبو اور خنکی کی مدد سے جہالت اور ناامیدی کی قبر سے نکل آئے گا مطلوب کے نہ پانے کے افسوس کی آگ اسکے جذبۂ طلب میں تقویت پیدا کر دے گا (بیت)

نو آن انفاس رحمانی کہ جانہا از دمت یابند
نو آن دریاے غفرانی کہ مے شوئی خجالتہا۔

تو وہ رحمانی انفاس ہو جن کے اثر سے لوگ جانیں پاتے ہیں۔ تو وہ مغفرت کا دریا ہے کہ تمام خجالتوں کو دھو ڈالتا ہے۔

(متن) ولو طرحوا فی ظل حائط کرمہا
علیلاً وقد اشفی لعاودہ السقم

(رباعی) گر مست مئے عشق بہ بازار رود ؛ از دیدنش اندوہ خریدار رود
در سایۂ دیوار رزے کاں مے از وست ؛ بیمارئے مرگ از تن بیمار رود (جامی)

(ترجمہ متن) اگر ایسے بیمار کو جو کہ بستر مرگ پر پڑا ہو اس دیوار کے سایہ میں جو کہ اس شراب کی مہربانی سے گھرا ہو مٹا دیں بحالیکہ وہ قریب المرگ ہو تو بے شک اس دیوار کے سایہ میں اسکی کمزوری بیماری اور نحافت دور ہو جائے گی

(ترجمہ رباعی) اگر عشق کا متوالا بازار جائے اسکو دیکھنے سے بیمار کا غم غلط ہو جائے۔ اس دیوار کے سایہ میں جس پہ وہ انگور کی بیل چڑھی ہو جس سے وہ شراب بنی ہے مرگ کی بیماری بیمار کے جسم سے جاتی

رہے گی۔

(شرح) اشفی کے معنی ہلاکت سے آزادی علیلاً طرحوا کا مفعول ہے اور اشفی کی ضمیر علیل کی طرف راجع ہے۔

اے عزیز جان لے کہ اصل میں شراب ایک کامل مکمل ہما کا سایہ ہے اور حالیہ مرشد کا جسم ہے۔ جو حقائق اور اسرار کا بھرپور پیرہن اور معارف انوار کا مٹکا ہے۔ کرم سے مطلب صاحب کشف کا دل ہے جو کہ خطاب حکمت کا مورد اور شراب محبت کا منبع ہے۔ علیل سے مراد غافل محجوب اور مفلس محروم ہے۔ یعنی اگر کوئی مریض غفلت اور محرومی کی وجہ سے اور کوئی بیمار جہالت اور زیانکاری کی بدبختی کے باعث سراسیمگی۔ جہالت اور دوری کے اندھیرے میں ابدی ہلاکت کے نزدیک پہونچا ہو۔ جب وہی ولایت کے بزرگوں میں سے کسی کامل ہما کے سایہ میں اپنا وطن بنائے اور اس صاحب دولت کے انفاس کی روشنی کی مدد سے شک و جہالت کے اندھیرے سے نکل کر نور یقین کے وسیع فضا میں اسرار دین کے کمالات کے نور کے مشاہدہ سے مزین اور آراستہ ہو جائے (بیت)

جانا ز مے عشق یکے قطرہ بدل دہ :: تا در دو جہاں یک دل بیمار نماند

اے محبوب عشق کی شراب سے ایک قطرہ دل میں ڈال تاکہ دو لو
عالم میں ایک دل بھی بیمار نہ رہے

(متن) ولو قربوا من خانها مقعداً مشی
وینطق من ذکرہی مذاقہا البکم

(رباعی) آن مے خواہم کہ سالک ماندہ بجائے : یابد زہوائے قرب او قوت پائے
ور گنگ کند تخیل چاشنیش : گردد زبان بستہ اش عقدہ کشائے

(ترجمہ متن) اگر بولا لنگڑا اس شراب کے خمخانہ کے نزدیک لایا جائے۔ وہ
چل پڑے گا۔ اور اگر اس شراب کا ذکر کریں۔ تو اس خالص شراب کی
ذکر سے گونگا بول اُٹھیگا۔

(ترجمہ رباعی) میں وہ شراب چاہتا ہوں جسکی نزدیکی سے کہ رُکا ہوئے
سالک میں چلنے کی طاقت پیدا ہو اور اگر اسکی لذت کا خیال گونگا
کرے تو اسکی بند زبان مشکلات حل کرے۔

(شرح) مشٰی کا فاعل وہ ضمیر ہے جو مقعد کی طرف پھرتی ہے۔
اور ینطق کا فاعل بکم ہے اور خان اور مذاق کی ضمیریں مدامہ کی طرف
عاید ہوتی ہیں یعنی یوں ہوے اگر کوئی عاجز غافل جسکو نفسانی خواہشات

کی ٹھنڈک نے ہمت کے پاؤں کو خدا کی راہ میں چلنے سے روک لیا ہو یا وہ ناقص جس کے بولنے کی زبان فطری صلاحیت کی کمی کی وجہ سے باریک مضامین کے بیان کرنے اور خزائن روحانی کے ڈبیوں میں سے عرفان کی حقیقتوں کے موتی نکالنے سے قاصر ہو اگر وہی ولایت کے شراب خانہ کی ہمسائگی کی نزدیکی سے مشرف ہو جائے تو محبت کے خلوص کے نوشدارو کے اثرات اسکے امراض اور بے حسی کو دور کرنے والے بن جائیں گے اور دوستی کے حقوق کے ادا کرنے کے موجب بنکر اسے سیر الی اللہ (خدا کی طرف چلنا) کے جذبہ کو تحریک میں لائیں گے اور عرفان کے موتیوں کے خزانے اور حکمت کے بھیدوں کے ابلنے والے چشمے اسکی صلاحیت کی زمین میں جو چھپے اور پوشیدہ ہیں اخلاص کی برکت سے اسکی زبان کی نہروں پر سے بہ جائیں گے۔ بیت

زمن اے دوست این یک پند بپذیر :: برو فتراک صاحب دولتے گیر
کہ قطرہ تا صدف را در نیابد :: نگردد گوہر روشن نتابد
اساس کار و قفے محکم افتاد :: کہ موسیٰ را خضر میگرند استاد

اے دوست مجھ سے یہ نصیحت مان لے۔ جاؤ اور کسی صاحب

دولت کے شکار بند کو پکڑ کیونکہ قطرہ جب تک سیپ کو نہیں پاتا ہے تب تک وہ موتی بنکر چمکتا دمکتا نہیں ہے کام کی بنیاد تب مضبوط ہوگی جب موسے کو خضر جیسا اُستاد بنے۔

(متن) ولو عبقت فی الشرق انفاس طیبها
وفی الغرب مزکوم لعاد له الشم

(رباعی) اے جان رمیدہ از عدم باز آرد :: شادی بدل غرقہ بغم باز آرد
گر بوے دہد بشرق در جا غرب :: مزکوم را نہ اقوت شم باز آرد

(ترجمہ متن) اگر مشرق میں جو کہ انوار کا مطلع اور ظہور و اظہار کے پیدا ہونے کی جگہ ہے۔ اس شراب کی خوشبو ہو اور مغرب میں جو کہ پوشیدگیوں کا وطن اور کائنات کے چھپ جانے کا مقام ہے ایک زکام زدہ ہو جو کہ ہر ایک بو کے پانے سے محروم ہوا ہو بے شک اس خوشبو کی طاقت سے بہرہ ور ہو اور اس کا دماغ اس شراب کی خوشبو کو سونگھنے سے معطر ہو جائے۔

(ترجمہ رباعی) وہ شراب بھاگی ہوئی جاں کو عدم سے واپس لاتی ہے اور غم میں ڈوبے ہوئے دل میں خوشی واپس لاتی ہے۔ اگر اسکی خوشبو

مشرق میں پھیلے تو مغرب میں زکام زدہ اشخاص میں سونگھنے کی قوت پیدا ہو جائے۔

(شرح) عبقت کا فاعل انفاس ہے اور والشم عاد لی کا فاعل ہے پہلی ضمیر مدامہ کی طرف راجع ہے اور دوسری مزکوم کی طرف اور شم سے سونگھنے کی طاقت مراد ہے۔ تعبیق کے معنی سونگھنا۔ اور یہاں عبقت کے معنی پھیلنے کے ہیں۔ خلاصہ معنی یوں ہے۔ اگر ربانی جھونکوں میں سے کوئی خوشبودار جھونکا اور رحمانی تجلیات کے عکسوں میں سے ایک پرتو لاہوتی غیب کے مشرق سے طلوع کرے اور مغرب میں اس مفلس کے نزدیک جس کی صلاحیت بالکل نیست و نابود ہو گئی ہو۔ اتفاقاً اس خوشبودار جھونکے کی لہریں گذر کریں یا اس جھونکے کے خوشبو کے آثار جاری ہونے سے اسکی قوت مدرکہ حیات ابدی پائیگی اور رحمانی تجلیات کی بجلیوں کا دیکھنا اس بچارے کے شوق کے لئے ایک مشعل بن جائے گی اور وہ طلب کیلئے سرگرم ہونے میں اور خوشی کی جستجو میں غیبی واردات کا قابل اور ربانی تجلیات کے اسرار کا حامل بن جائے گا۔ بیت

اگر آں شہ نظر بکدم بحال من دراندازد ٭ ہزاراں طائر قدسی بہ پیش من پراندازند

اگر وہ بادشاہ ایک لمحہ کے لیئے میری حال پر نظر ڈالے تو ہزاروں

فرشتے میرے سامنے پرواز سے رہ جائیں گے۔

(متن) ولو خضبت من کاسہا کف لامس

لما ضل فی لیل و فی یدہ النجم

(رباعی) ہر کس کہ نہد بدست جام مئے ناب ٭ گیرد کفش از عکس مے ناب خضاب

در ظلمت شب گم نکند راہ صواب ٭ بنہادہ بکف مشعلہ عالمتاب

(جامی)

(ترجمہ متن) اگر اس شراب کے چھونے والے کا ہاتھ اس شراب کے پیالے کی

روشنی کے پرتو پڑنے سے رنگ پکڑے کسی اندھیری رات میں راستہ نہ

بھولے گا اور اسکی حالت یہ ہوگی کہ اس پیالے کے عکس سے اسکے ہاتھ میں

ایک چمکتا ہوا ستارہ ہوگا۔

(ترجمہ رباعی) جو کوئی اس خالص شراب کا پیالہ ہاتھ میں لے اس کا ہاتھ

شراب خالص کے عکس سے رنگ پکڑے گا اور رات کے اندھیری میں راہ

گم نہ کرے گا (کیونکہ) اسکے ہاتھ میں دنیا کو چمکانے والا مشعل ہوگا خضبت

کا مفعول مالم یسم فاعلہ کف ہے اور اس کا فاعل ظل ہے ضمیر لامس کی

طرف پھرتی ہے۔ کف سے مراد دل اور نجم سے پیالہ۔ پس شعر کا مطلب یوں ہے۔ اگر محبت کی شراب کا پیالہ جو اصل میں لطف الٰہی کے تجلیات کے ستاروں میں سے ایک ستارہ ہے کسی طالب کے دل کو روشن کرے۔ اس پیالے کی حد سے زیادہ لطافت کے اثر سے طالب کے دل کا آئینہ صاف و نورانی ہو جائے گا۔ اور اسی تجلی کے آثار کی صحبت کی تلاش سالک کے راستے کی راہبر بن جائیگی جیساکہ قرآن میں ہے کہ وہ ستاروں سے ہدایت پاتے ہیں (و بالنجم ھم یھتدون) بیت

بپائے عقل دریں راہ کے تواں رفتن	بنورِ عشق تواں شد طریق جاں رفتن
ببوے دوست تواں اندراں جناں رفتن	جنانِ جاں نتواں یافتن بعقل و گماں

جان کے راہ میں عشق کی روشنی سے جا سکتے ہیں۔ عقل کے پاؤں سے یہ راستہ طے نہیں ہو سکتا۔ جاں کا باغ عقل اور گمان سے نہیں پا سکتے اس باغ میں دوست کی بو سے جا سکتے ہیں۔

(متن) ولو جلیت سرا علی اکمہ غدا
بصیراً و من راودٍ فیہا سمع الصم

(رباعی) چوں مے صفتِ جلوہ نمائی یابد صد دیدہ کور روشنائی یابد

ورزانکہ رسد صدائے پالودن او   درگوش کر از کری رہائی یابد
(جامی)

(متن کا ترجمہ) اگر اس شراب کو پرایوں سے چھپ کر کسی مادرزاد اندھے پر جس نے ہمیشہ اندھا رہنے کا یقین کیا ہو ظاہر کیا جائے بیشک اسکی آنکھیں بینا ہو جائینگی اور بینائی کی دولت سے وہ بہرہ ور ہوگا۔ اور اس شراب کے ٹپکانے آواز اگر بہرے کے کان میں پڑے تو وہ بہرا ہونے کی علت سے آزاد ہو کر شنوائی کی سعادت تک پہونچے۔

(رباعی کا ترجمہ) جب شراب جلوہ گری کرے سینکڑوں اندھے بینا بن جائیں گے۔ اگر اسکے انڈیل دینے کی آواز بہرے کے کان میں پڑے بہرے پن سے آزاد ہوگا۔ جلیت صیغہ علی البناء للمفعول۔ اکمہ کور مادرزاد کو کہتے ہیں۔ راووق صافی یا کسی ایسی چیز کو کہتے ہیں جس سے شراب صاف کیجائے راووق میں فعل مالم یسم فاعلہ کی ضمیر مدامہ کی طرف راجع ہے خلاصہ مضمون یہ ہے کہ اگر تجلی کی صلاحیت بخشنے والی حقیقتوں میں سے ایک حقیقت۔ جس سے فیض اقدس مراد ہے۔ غفلت کے میداں کے کسی بے بصیرت ذلیل پر ظاہر کیجائے تاکہ اس حقیقت سے اسکی آنکھیں نور اللہ سے یکدم زمانوں کو دیکھنے والی

بن جائیں اور ریاضت کے شراب اور شراب کی صافی سے طالب کے فہم کے کان کا پردہ کیونکہ قوت سامعہ دل کا ایک لطیف اوزار ہے الٰہی باتوں کا جاننے والا اور روحانی اسرار کا سمجھنے والا بن جائے۔ حدیث قدسی میں اسی امر کی طرف اشارہ ہے۔

لا یزال العبد یتقرب الیّٰ بالنوافل حتّٰی احبہٗ فاذا احببتہٗ کنت لہٗ سمعاً و بصراً۔ ایسا بندہ جو کہ نوافل کے ذریعہ میرے نزدیک آنے کی کوشش کرے یہاں تک کہ میں اسکو پیار کروں اور جب میں اسکو پیار کروں میں اسکے لیے کان اور آنکھ بن جاتا ہوں۔ بیت

اے ذرۂ از نور تو بر عرش اعظم تافتہ	از عرش اعظم در گذر بر ہژدہ عالم تافتہ
آں ذرہ ذریت شدہ خاصیت شد	سر تا قدم زینت شدہ ہیژدہ عالم تافتہ
بر عاشقاں روی تو بر ساکنان کوی تو	از بر تو یک موی تو کار معظم یافتہ

اے محبوب تیرے نور کا ایک ذرہ عرش اعظم پر چمکا ہے۔ عرش اعظم سے گذر کر دونو جہانوں پر چمکا ہے۔ وہی ذرہ چمکنے میں سورج کی خاصیت رکھتا ہے سراسر زینت ہو کر دونو دنیاؤں پر چمکتا ہے۔ تیرے

چہرے کے عاشقوں اور تیری گلی میں رہنے والوں پر تیرے ایک بال کی چمک سے بڑے بڑے کام اور مشکل حل ہوئے۔

متن:

وَلَو انّ رکباً یمّموا قبرَ ارضِہا
وفی الرکبِ ملسوعٌ لما ضرّہ السمّ

رباعی: باغے کہ بقصد مے نشانی تاکش رویدگل رحمت از خس خاشاکش
گر مار گزیدہ بگذرد بر خاکش آں خاک دہد خاصیت تریاکش

(ترجمہ متن) اگر شتر سواروں کی ایک جماعت ایسی زمین کی خاک (جامی) بوسی کا ارادہ کرے جہاں وہ شراب پائی جاتی ہے۔ اگر اُن میں کوئی مار گزیدہ ہو جس کی رگ رگ میں زہر پھیلی ہو تو ہرگز وہ زہر اسکو کوئی تکلیف نہ پہونچا سکے اور نہ ہلاکت کی شربت کا قطرہ چکھا سکے۔

(ترجمہ رباعی) اس باغ کے کوڑا کرکٹ سے جس میں شراب معرفت کی نیت سے تو انگور کی بیل لگائے۔ رحمت کے پھول اُگ آئیں گے اگر مار گزیدہ اُسی زمین پر سے گذرے تو اس باغ کی مٹی اسکے حق میں تریاق بن جائے گی

(شرح) یمّموا اقصدوا کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

سَم فتحہ اور ضمہ سے زہر ہے اور لَما اسکا جواب ہے۔ سَم ضرہ کا فاعل اور ارض کی ضمیر مدامہ کی طرف راجع ہے۔

خلاصہ مضمون یہ کہ جب کوئی جماعت جلال کے آستانہ کو طلب کرنے والی اور کوئی گروہ مطالب کی امیدوں کا قصد کرنے والا عالم علوی کی منزلوں کی سیر میں حضرت مولا کی ہمسائگی میں پہونچنے کا ارادہ کرے اور اُن کے درمیان (نفس و شیطان کا) ایک مار گزیدہ لنجا لولا ہو جسکو شہوات اور نفس امارہ کے سانپنے ڈسا ہو اور دنیا کی محبت کی بیماری نے اسکے دل تک رسائی حاصل کی ہو جس سے کہ وہ ہلاکت ابدی اور ہمیشہ کے نقصان کے زاویہ میں بسیرا کیئے ہو تو اسکا زخم محبت والوں کی تریاق کے اثر سے بھر جائے اور اُن خضر جیسے حشمت والے عیسیٰ النفسوں کی مبارک ہمت کے ساتھ چلنے کی برکت سے اس ہجراں زدہ کی بیماری سے شفا پائے۔ اور اسکی بدبختی قرب الٰہی کی سعادت اور لذت میں تبدیل ہوجائے کیونکہ وہ ایک ایسی قوم ہے جو کہ اپنے ساتھیوں کو بھی شراب کا پیاسا نہیں رہنے دیتے۔ بیت۔

زآدم آن دمت گرگشت حاصل ؛ بری دریا روی ہمچوں حواصل
ازاں کارِ تو آمد پیچ در پیچ ؛ کہ زاں مرغان قفس دیدی دگر ہیچ

اگر آدم کا وہ دم (جس سے کہ اس کو خلافت الٰہی حاصل ہوئی)
تجھے ملے تو اس دریا پر حواصل کی طرح چلو گے۔ تیرا کام اس لیے مشکل
ہو گیا ہے کہ تو ہی صرف مرغانِ معرفت کا پنجرہ ہی دیکھا اور کچھ نہیں

(متن) ولو ہم الراقی حروف اسمہا علی
جبین مصاب جن ابراہ الرسم

(رباعی) زاں مے درکش کہ طبع خنداں گردد ؛ تمییز و خرد ہزار چنداں گردد
بر جبہہ دیوانہ ز نامش حرفے ؛ گر نقش کنی زہوشمنداں گردد
(جامی)

(ترجمہ متن) اگر تعویذ نویس جادوگر اس خوشگوار شراب کے حرفوں کو
کسی پری کے آسیب زدہ کے ماتھے پر نقش کرے بے شک وہ دانا
اور ہوشیار ہو جائے گا (آسیب دیو و پری سے آزاد ہوگا)

(ترجمہ رباعی) وہی شراب پی جس سے طبیعت کھل جائے اور عقل و
تمیز میں ہزار گنا اضافہ ہو اگر ایک دیوانے کے ماتھے پر اسکے نام سے کوئی
حرف اگر تو لکھے تو وہ فرزانہ ہو جائے۔

(شرح) رسم کا فاعل الراقی ہے اور ایراہ کا فاعل الرسم ہے اور حز مفعول مالم یسم فاعلہ اور اسکی ضمیر مستتر اور ایراہ کی ضمیر مصاب کی طرف پھرتی ہے۔ رسم کے معنی نقش ہیں مصاب دیو زدہ کو کہتے ہیں جبیں سے قوت حافظہ مراد ہے جس پر جبروتی اور ملکوتی باریکیاں اور حقیقتیں نقش ہوتی ہیں اور وہی معقولات کی گتھیوں اور قوانین کو سمجھنے والا ہے۔

خلاصہ یہ کہ اگر ایک مرشدِ کامل عالم علویات اور سفلیات کے درجوں کی حقیقتوں اور خاصیتوں میں سے اور روحانیات اور جسمانیات کی منزلوں میں سالک کے سیر کے آداب کی شرائط اور مقام قرب تک پہونچنے اور ترقی کرنے کی کیفیتوں سے محبت کی صفات اور اسماء کے اسرار کے تفصیلات اپنی تربیت۔ نصیحت اور ارشاد کے قلم کی مدد سے کسی حرص و ریا کے مریض اور شہوات اور نفسانی خواہشات کے ڈبوانے اور دنیا کے اندیشوں کے مار گزیدہ کے دل کی تختی پر لکھ ڈالے وہ فی الفور وہمی تصورات اور نفسانی تخیلات کی بیماری سے نجات پائے۔ (بیت)

دوش مرا گفت یار چون ازین روزگار ٭ چون بود آنکسکہ یافت دولت خذلان خویش

بادِ سعادت رسید دامن مار کشید ٭ بر سر گردوں زدیم خیمہ و ایوان خویش

(ترجمہ) مجھے دوست نے پوچھا کہ تیرا اس زمانے میں کیا حال ہے۔ جس نے اپنی کھلی دولت پائی ہو اس کا کیسا حال ہوگا۔ نیک بختی کی ہوا چلی اور ہمارا دامن کھینچ لیا ہم نے آسمان پر اپنا خیمہ گاڑ دیا اور اپنی بیٹھک بنائی۔

(حلتی) وفوق لواء الجیش لو رقم اسمہا
لاسکر من تحت اللواء کالتہائم

(رباعی) آں بادہ طلب کہ گر نہی برکف شاہ ٭ یک ساغر ازاں ز سر بنہد افسر و جاہ
ور بر علم عیش نگاری نامش ٭ در سایہ آں مست شود جملہ سپاہ

(ترجمہ ر تنی) اگر اس خوشگوار شراب کا نام کسی بڑی فوج کے جھنڈے پر لکھا جائے تو اس جھنڈے کے سایہ میں بیٹھنے والوں کو وہ تحریر مست اور مدہوش کر دیگی اور انہیں ہوشیاری کی تنگ گلی سے آزاد کرے۔

(ترجمہ رباعی) وہ شراب مانگ جس سے اگر بادشاہ کے ہاتھ میں ایک پیالہ رکھا جائے تو وہ تخت و تاج کو چھوڑ دے گا۔ اگر تو اس کا نام فوج کے جھنڈے پر لکھدے۔ تو وہ تمام فوج جو اسکے سایہ میں بیٹھی ہو

مست ہو جائے۔

(شرح) لاسکہ جواب ہے لو کا اور والرقم اس کا فاعل اور ومن تحت اللوا اس کا مفعول لوا سے وجود کا سایہ مراد ہے۔ کہ (المتحابون فی ظلی کہ وہ میرے سایہ کے نیچے محبت کرنے والے ہیں) اور حبیش سے مقرر شدہ ارواح اور معین اجسام ہیں اور رقم سے مقدورات کے ساتھ قدرت کے تعلق کے راز کی کیفیت مراد ہے۔

اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ اگر اس مدہوش اور پریشاں کرنیوالی شراب کی حقیقت جس سے راز قدرت مراد ہے وجود کے جھنڈے کی سطح پر نقش کی جائے تو ازلی رازوں کی کنواری دلہنیں زمانوں اور مکانوں کے تختوں اور سنادوں پر جو کہ وجود کے سایہ کے اہل اور ساماں اور وجود کے علم کے مظاہر ہیں اپنا جمال صدیقوں اور مقربوں کی بصیرتوں پر جو کہ جمالی انوار کے شیدائی اور جلال کے میداں کے آوارہ ہیں اپنا خوبصورت چہرہ دکھائیں وہ سب عنایت ازلی کے اسرار سے مست اور کفایت ابدی کے آثار سے پابند ہو جائینگے۔ (بیت)

اے ہر دو کون روشن از آفتاب رویت چہ ذی نہ سپہر چوں مرغ در دام زلف و خالت

بر باد دادہ دل را آوازہ فراقت ☆ در خواب کردہ جانرا افسانہ جمالت
عقلے کہ در حقیقت بیدار مطلق آمد ☆ تا حشر مست خفتہ در خلوت جلالت

اے محبوب دونوں دنیا تیرے چہرے کے سورج سے روشن ہیں تو آسمان پرندے کی طرح تیرے زلف و خال کے جال میں پھنسے ہیں۔ تیری جدائی کی آواز نے دل کو ویران کر دیا ہے اور وہ عقل جو اصل میں بیدار مطلق ہے۔ تیرے جلال کی خلوت میں مگن نیند میں سوئی ہے۔

(متن) فتهذبت اخلاق الندامى فتهتدى
بها من طرايق العزام من لا له عزام

(رباعی) مے نیک کند خوی دل آزارانرا ☆ پاکیزہ کند سیرت میخوارانرا
راہے بنما یار بسوی عزم درست ☆ در جستن مطلوب طلبگارانرا (جامی)

(ترجمہ متن) محفل کے جلیسوں اور مجلس کے رفیقوں کو وہ شراب اہل دل کو بری عادتوں سے آزاد کر کے اچھے اخلاق تک پہونچا دیتی ہے۔ پس وہ شخص جیسکے ارادے کی سواری پہلے ہی لنگڑی ہو اور ارادے کی لگام سست ہو پختہ ارادے کی طرف راہ پاتا ہے۔

(ترجمہ رباعی) یہی وہ شراب ہے جو کہ دل آزاروں کو نیک خو بنا دیتی ہے

اور شراب پینے والوں کی سیرت کو پاکیزہ بنا دیتی ہے۔ طالبوں کو اپنے مطلوب کی تلاش میں عزم درست کی طرف راستہ دکھاتی ہے

(شرح) تہذبت کی فاعل وہ ضمیر ہے جو کہ مدامہ کی طرف پھرتی ہے اور اس کا مفعول اخلاق ہے تہتدی کا فاعل مَن اور بہا کی ضمیر اخلاق کی طرف راجع ہے اور با سببیت کے لئے ہے اور طریق کی لام الیٰ کے معنوں میں استعمال ہوئی ہے۔ اور لا لہ لیس کے معنوں میں استعمال ہے اس شعر کی وضاحت یوں کیجاتی ہے کہ جس طرح امراض جسمانی کے مریضوں سے مجازی شراب بدبودار مادوں اور خراب نجاستوں کو ہٹا دیتی ہے۔ اسی طرح شراب عرفاں کا پینا بھی حقیقی کمالات کے حوصلہ مندوں کے دلوں کو مہلک صفات کے امراض اور دور پھینک دینے والی عادتوں مثلاً حرص۔ حسد۔ بخل۔ ریا۔ کبر اور عجب سے جو حیوانوں اور درندوں کی قوتوں کے لازمات ہیں اور قلب و روح کے لئے مہلک بیماریوں کے مواد ہیں صاف اور آراستہ کر دیتا ہے اور سستی کے گڑھے میں گرے ہوئے نکموں کو ناتوانی اور سستی کے مقام سے نکال کر رفتار کی فضا میں اور وہاں سے اونچے درجوں تک پہونچا سکتا ہے۔ (بیت)

اے بندِ تو غمگسارِ عاشق　　وی بندِ تو گوشوارِ عاشق

اے تلخ دوائے رافت تو — از بہر تن نزار عاشق
از جذب کشیدن غم تو — ہر زیب و نظام کار عاشق

اے محبوب تیرا لگاؤ عاشق کا غم دور کرنے والا ہے۔ تیرا خیال عاشق کے کان کی بالی ہے۔ اے محبوب تیری محبت کی تلخ دوائی عاشق کے دبلے پتلے جسم کے لئے قوت بخشنے والی ہے۔ تیری محبت کے غم کی کشش اٹھانے سے عاشق کے کام کی زیب و زینت ہے۔

(متن) وبکریم من لایعرف الجود کفہ
وبحلیم عند الغیظ من لا لہ الحلم

(رباعی) مدخل کہ شب و روز درم اندوزد ؎ از جودت مے جود و کرم آموزد
وانرا کہ نشست زآب مے آتش خشم ؎ کے نائرۂ ظلم و ستم افروزد

(ترجمہ متن) اس شراب اور اسکے پینے سے وہ جوانمرد جس کے ہاتھ میں خرچ کرنے اور سخاوت کرنے کی طاقت ہو اور نہ مہربانی کرنے اور بخشش کرنے کے سمندر کی جھاگ اسکی ہتھیلی پر ہو سخاوت کرنے کے دائرہ میں پاؤں رکھدیگا اور اسی طرح وہ فرومایہ جس میں نہ حلم کی صفت ہو اور نہ بردباری کی اس مقام پر جہاں کہ غصے کی آندھیاں حملہ کرتی ہیں۔ حلم کے مقام پر قدم رکھے گا۔

(ترجمہ رباعی) وہ کنجوس جورات دن درم و دینار جمع کرتا رہتا ہے۔ اس شراب کی برکت سے بذل و سخا سیکھ جاتا ہے۔ اس شراب کے پانی سے جس شخص کے غصے کی آگ بجھ گئی وہ کب ظلم و ستم کی آگ کو بھڑکائیگا۔

(شرح) یکرم کا فاعل مَن اور من لایعرف میں ہے۔ اور یحلم کا فاعل من لاالہ الحلم میں مَن ہے اور یعرف کا فاعل کف ہے۔ اس شعر کی تشریح یوں ہے شراب معنوی کی خاصیتوں کے اثرات کی موجودگی بہتری اور قلبی تصرفات کے موقعوں کو اخلاق کی تاریکیوں سے مثلاً حرص اور بخل اور عادات کی گندگی مثلاً کبر۔ خودپسندی اور ریا ہے جو حیوانوں اور درندوں کی طبیعت کے لوازمات سے ہیں پاک اور آراستہ کرنے کے مقام میں پاکیزہ اور صاف بنا دیتی ہے اور بہتر وجود کے شیریں بنانے کے مقام پر سالک کو جود و سخا کے زیور اور حلم و حیا کے گہنے سے آراستہ و پیراستہ بناتی ہے اور روح کے خلیفے کو دل کے دربار میں صفائی روح کے تخت پر بٹھا دیتی ہے۔ (بیت)

بیا کیں عاشقی از سر گرفتیم جہان خاک را در زر گرفتیم
زمین و کوہ و دشت و باغ و جان را ہمہ در حلہ اخضر گرفتیم

زمیں را از بہاراں برگ و برشد   ز مہرِ خویش برگ و برگ و بر گرفتیم

(ترجمہ) آؤ ہم نے عاشقی از سر نو اختیار کی۔ اور اس خاکی دنیا کو سونے میں غرق کر دیا۔ زمین پہاڑ اور جنگل اور جہاں کے باغ کو سبز خلعت پہنائے۔ اگر زمین میں بہار کی فیض سے سرسبزی اور پھل پیدا ہوئے ہم نے اپنے راز سے سرسبزی حاصل کی اور ہم اسی سے پھیلے اور پھولے۔

(ابیات) ولو نال قدم القوم لثم قدامہا
لالبسہ معنی سشمایلہا لثم

(رباعی) آں سادہ کہ راہ ہوشیاراں گیرد ؛ وز جہل طریق نو بہ گیراں گیرد
سر پوش سبوی مے اگر بوسہ زند ؛ خاصیت وخوی میگساراں گیرد

(ترجمہ رباعی) اگر کوئی شخص جو نادانی۔ بیوقوفی اور جہالت میں اپنی قوم میں مشہور ہو اس شراب معرفت کی صافی (جو شراب کی صراحی کے اوپر رکھکر شراب سے تلچھٹ کو الگ کرتے ہیں) بوسہ دے۔ یہ چومنا نیک شخص میں اچھی عادتیں اور پاکیزہ اخلاق مثلاً حلم وحیا وسخاوت پیدا کرے گا کیونکہ اس شراب اور اسکے پینے پر استقامت کرنے کی یہی خاصیت ہے

(ترجمہ رباعی) وہ بے وقوف جو ہوشیاروں کا راستہ روکتا ہے اور نادانی کی وجہ سے توبہ کرنے والوں کا راستہ بند کر دیتا ہے اگر اس شراب کے مٹکے کے ڈھکنے کو چومے تو اس میں شراب خواروں کی خصلت اور خاصیت پیدا ہو گی۔

(تشریح) فدام بلید اور بے سمجھ کو کہتے ہیں۔ فدام مٹکے کے بند منہ کو لثام انسان کے بند منہ کو شمائل اچھی عادتیں نالی کا فاعل تم ہے اور دوسرا فاعل البتہ اور اسکے قریب کی ضمیر اسکا مفعول اول۔ وشمائلہا اسکا دوسرا مفعول فدام سے مراد تقویٰ اور شرع ہے جو کہ مرید صادق کے وجود کے برتن کو شکوک کے نزدیک جانے سے روکتا ہے۔ اور لثام سے مراد شیخ کامل کا ارشاد ہے جو کہ طالب کے نفس امارہ کے منہ کو نصیحت اور ارشاد سے لذات جسمانی اور شہوات نفسانی سے بند کر دیتا ہے اس شعر کی تشریح یوں ہو گی۔ اگر ایک کند ذہن جس نے کہ سالکوں کے سیر کے راستے کی منزلوں کی خبروں اور ہدایتوں سے آگاہی نہ پائی ہو اور معرفت کی حقیقتوں کے راز جو کہ اسکی فطرت اور صلاحیت میں موجود ہیں ظاہر نہ ہوئے ہوں اور اسکی دل کی آنکھوں کی روشنی

کی تبدیلیاں ابھی نمودار نہ ہوئی ہوں۔ جب وہ شریعت اور پرہیزگاری کے افسوں کی چابی سے اور نیازمندی اور درد کے چراغ سے راز کمال کے منہ سے بندش کی مہر اُٹھائے تو مرشد کی ولایت کے اسرار کا فیض اسکے کمال حاصل کرنے کا باعث بن جائے۔ (بیت)

اگر سودائے او داری بسر ہر زماں بر آستاں مے باید ت

ور سر بازار او داری ز دلے فارغ از سود و زیاں مے باید ت

تا زمانے زو بدرمانے رسی ہر زماں درد نہاں مے باید ت

اگر تیرے سر میں اسکا جنون ہے۔ ہر وقت تیرا سر اسکے آستانہ پر ہونا چاہیئے۔ اگر تجھے اسکے بازار سے جنس (معرفت) خریدنے کی خواہش سے تو تیرا دل نفع و نقصان سے فارغ ہونا چاہیئے۔ اگر تو کسی وقت اس سے علاج چاہتے ہو تو ہر وقت تیرے وجود میں پوشیدہ درد ہونا چاہیئے۔

(متن) یقولون فی صنعہا وانت لوصنعہا

خبیر اجل عندی باوصافہا العلیم

صفاء ولا ماء ولطف ولا ہوی ونور ولا نار ولا روح ولا جسم

(شرح) یقولون کے فاعل کمالی ڈھونڈنے کے مبتدی ہیں اور صفاء

محذوف مبتدا کی خبر ہے۔

معنی یوں ہوئے :۔ مجھے کہتے ہیں کہ اسکی تعریف کر اور اسکی تعریف ہیں تم اسکی مشہور ترین تعریفوں سے بہترین شان والے میرے پاس ہو۔ اس شراب میں صفائی ہے لیکن پانی جیسی صفائی نہیں۔ بلکہ اس سے زیادہ صاف ہے جسکا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ نازک ہے لیکن ہوا کی نزاکت جیسی نہیں بلکہ بے انتہا درجات میں اس سے زیادہ نازک ہے اور اسکی روشنی آگ کی روشنی جیسی نہیں کیونکہ آگ کی خاصیت جلانا اور فنا کرنا ہے۔ لیکن اس شراب کی روشنی سے ہستی۔ کمال۔ حیات۔ علم معرفت اور ایمان اور قلوب کی بلندی حاصل ہوتی ہے۔ اور ناظم کا کہنا اجل عندی باوصافہا العلیم۔ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ مرشد کامل سے یہ نہیں ہو سکتا ہے کہ جو کچھ طالب صادق کے حوصلے کے لائق ہو اسکو نہ پہونچائے کیونکہ ایسا کرنا ظلم ہوگا۔

(متن) محاسن تہدی الواصفان لوصفہا
فیحسن فیہا منہم النثر والنظم
ویطرب من لم یدرہا عند ذکرہا کمشتاق نعم کلما ذکرت نعم

(رباعی) ویران غم از ذکر مے آباد شود   وز بند بلا و غم آزاد شود

ہر چند نداندش کسے چوں شنود   نامش ز نثار نام او شاد شود

(جامی)

(ترجمہ متن) وہ ایسی خوبیاں ہیں جو کہ تعریف کرنے والوں کو اس شراب کی تعریف کرنے کا راستہ دکھاتی ہیں اور پھر وہ اپنے نظم و نثر کو ان خوبیوں کے ذکر کرنے سے خوبصورت اور آراستہ بناتے ہیں اور جس کسی نے اس شراب کو نہ دیکھا ہو یا اسکی حقیقت کی لذت کو نہ چکھا ہو اس کا نام زبان پر لائے یا اور کسی کی زبان سے سننے سے ایسا ہلکا اور بے قرار ہو جاتا ہے جیسا کہ ایک مشتاق عاشق دوری اور جدائی کے کونے میں معشوق کی یاد سے سرشار ہو کر وجد و طرب میں آتا ہے۔ جسطرح ایک نعمت کا مشتاق خوش ہو جاتا ہے جبکہ وہ نعمت کی باتیں ہی سنتا ہے۔

(ترجمہ رباعی) غم کا مارا اس کا ذکر سنتے ہی محنت اور آفت کے بند سے آزاد ہو جاتا ہے اور اس شراب سے غم و الم کا مارا آباد اور دلشاد ہو جاتا ہے۔ اگرچہ کسی کو معلوم نہیں کہ وہ کیسے سنتا ہے لیکن اسکے نام کو سنتے ہی وہ خوش و خرم ہو جاتا ہے۔

(تشریح) محاسن محذوف مبتدا کی خبر ہے یعنی انہ لها محاسن

اور اسی طرح یوصفہا فیہا اور منہم کی ضمیر یا یوصفین کی طرف راجع ہیں۔ والنشر والنظم محسن کا فاعل اور یوصفہا کی لام الیٰ کے معنوں میں استعمال ہوئی ہے۔ من یطرب کا فاعل ہے نعم ایمحہ نون وجزم عیبن ایک معشوق کا نام ہے۔ شعر کی تشریح یوں ہے۔ کہ اس شراب میں بہت سے خواص حمیدہ ہیں اور ان خاصیتوں میں سے ایک یہ ہے کہ تعریف کرنے والوں کو اپنے وصف اور تعریف بیان کرنے کی طرف رہبری کرتی ہے یہاں تک کہ باری تعالیٰ کے مشتاقوں کے نطق کے بلبل راز کے بوستان میں **لا احصی ثناء علیک** (تمہارے ثنا ہم شمار نہیں کر سکتے) کے حمد کے ذکر سے چہکنے لگتے ہیں ان اسرار کے ذوق اور سننے کی لذت سے سننے والے کے وجود کا درخت جھومنے لگتا ہے اگرچہ اس نے وہ ذوق چکھا ہی نہیں ہوا اور اسکے چہرے کا جمال دیکھا ہی نہیں ہو چنانچہ مشتاق عاشق اپنے معشوق کا ذکر سنتے ہی بشاش ہو جاتا ہے اور اس سرور سے اسکی محبت میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔

(بیت) چو یاد او شود مونس زجاں اندوہ برتاند
چو اندوہش شود غمخوار زدل ہمبارہ برخیزد

نوائے مطرب عشقش اگر در گوش جاں افتد
ز کونین دست بفشاند قلندر وار برخیزد

صبا گر از سر زلفش بگورستاں بہ دبوے
ز ہر گورے دو صد بیدل بہ بوئے یار برخیزد

(ترجمہ) جب اسکی یاد مونس بن جاتی ہے تو وہ جان سے تمام غم کو ہٹاتی ہے۔ جب اسکا غمخوار بن جائے۔ بیچارہ دل سے ہاتھ دھوتا ہے۔ اگر اسکے عشق کے گویئے کی آواز جان کے کان میں پڑ جائے۔ دونو جہانوں سے ہاتھ جھاڑ کر قلندروں کی طرح اُٹھے ہوا اگر اسکے زلفوں کی خوشبو گورستاں کی طرف لے جائے تو ہر قبر سے دو سو عاشق یار کی بو سونگھ کر اُٹھ کھڑے ہو جائیں گے

(حلش) وقالوا شربت الاثم وکلا وانما
شربت التی فی ترکہا عندی الاثم

(رباعی) جز در رہِ عشق رنج بردن گنہست۔
جز شارع میخانہ سپردن گنہست
گفتی گنہست بادہ خوردن حاشا ۔ در مذہب ما بادہ نخوردن گنہست

(ترجمہ رمتن) صورت کے لحاظ سے معنی کے سمجھنے سے کم فہموں اور لباس مجاز میں حقیقتیں پانے سے عاجزوں نے کہا کہ تم اشعارِ مدامہ سے جسکے پینے کا اقرار صاحب قصیدہ نے کیا ہے اور تمام ابیات میں اسکی خاصیتوں اور اثرات کا تذکرہ کیا ہے۔ وہ شراب مراد ہے جسکے معنی لغت میں اثم ہیں اور شریعت میں اسکے پینے والے کو گناہ کار مانتے ہیں یعنی ظاہری اور انگوری شراب جسکا پینا گمراہی کا نتیجہ ہے اور اسکے پینے والے کے لیے سزا اور عذاب ہے۔ صاحب قصیدہ اس جماعت کی تردید کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ کہ میں وہ شراب ہرگز نہیں پیتا ہوں اور نہ اسکے پینے سے لذت حاصل کرتا ہوں میں نے محبت کے پیالے سے شراب پی ہے اور اسی شراب کے پینے میں جد و جہد کی ہے اس شراب کا ترک کرنا گناہ اور اس کا ترک کرنے والا داناؤں کے مشرب سے بہت دور پڑا ہے۔

(ترجمہ رباعی) عشق کے راستے کے بغیر تکلیف اٹھانا گناہ ہے۔ میخانہ کے گرد مرشد کے ارشاد کے بغیر چلنا گناہ ہے۔ تم کہتے ہو یہ شراب پینا گناہ ہے لیکن ہمارے مذہب میں یہ شراب نہ پینا ہی گناہ ہے

(شرح) عرب کے بعضے حکیم ظاہری شراب کا پینا گناہ مانتے ہیں

خدا کے حکم کے مطابق وَ اِثمُہُمَا اَکبَرُ مِن نَفعِہِمَا دونوں (شراب اور جوا) کا گناہ اُن کے فائدے سے بہت بڑا ہے۔ شراب پینا اسلئے گناہ ہے کہ اس سے جو نشہ پیدا ہوتا ہے۔ وہ عقل فطری کے شرف کو زائل کر دینے والا اور اوصاف بشری کو چھیننے والا ہے۔ صاحب قصیدہ غافلوں کی تہمت کی تردید کرتے ہوئے کہتا ہے۔ کہ صفا کے والاں پر صاف شراب (شراب عرفاں) پینے والوں کی مستی انگوری یا ظاہری شراب پینے سے نہیں ہے۔ کیونکہ اُس شراب کی رغبت اندھے پن سے ہے۔ اور اسکا پینے والا نیک بختی اور کمال کے منبع سے بے انتہا دور ہے اور اس شراب کا پینا گمراہی کا نتیجہ ہے اور اسکا پھل عذاب الٰہی اور سزا ہے۔ لیکن شراب محبت کا پینا وصال (الٰہی) کا باعث اور کمال کا سبب ہے اور یہ باعث عزت و افتخار ہے۔ اُس شراب کا پینا جاہلوں اور شریروں کی سیرت ہے اور اس شراب کے ذوق کا حاصل کرنا صاحب دل بزرگوں اور نیکوں کا طریقہ اور چلن ہے۔ (بیت)

پیش ازاں کاندر جہاں باغ مے انگور بود۔
از شراب لایزالی جان ما مخمور بود۔

(ترجمہ) اس سے پہلے ہی جب کہ دنیا میں انگور کی شراب کا باغ تھا۔
ہماری جان لایزال کے شراب سے مست تھی۔

(متن) (۱) هنیئاً لاهل الدیر کم سکروا بها
وما شربوا منها ولکنهم همّوا

(رباعی) آنانکہ بپائے خم مست شدند — نابردہ بیادہ دست در دست شدند
یک جرعہ نخوردند ولیکن چو گذشت — اندیشۂ مے بردل شاں مست شدند
(جامی)

(ترجمہ متن) (۱) دیر عیسائیوں کا عبادت گاہ صوفیوں کی اصطلاح میں اس سے عالم انسانی مراد ہے عالم انسانی کے دیر میں اوسط درجے کے لیسنے والوں کو محبت ذاتی کی شراب خوشگوار ہے۔ کیونکہ افعالی اور صفاتی پردوں کے پیچھے سے انہوں نے اس شراب کے پینے سے بہت مستی دکھائی ہے اور تھوڑا بہت وجود کے بوجھ کے وزن سے آرام کیا ہے حالانکہ انہوں نے انتہا کو پہونچے ہوئے لوگوں کی طرح اس شراب سے پورا ایک گھونٹ بھی نہیں پیا ہے۔ لیکن اسکے پینے کا ارادہ اور خیال کیا ہے

(ترجمہ رباعی) وہ لوگ جو مٹکے کے تلے ہی پست ہوگئے اس شراب کے سایہ سے ہی مدہوش ہوگئے۔ ابھی ایک گھونٹ بھی اس شراب کا نہ پیا

لیکن اُن کے دل میں اس شراب کے پینے کا خیال ہی گذرا کہ وہ مست ہو گئے

(متن)، وعندی منہا نشوۃ قبل نشاتی

معی ابداً ابیقی وان بلی العظم

(رباعی) بر من ز وجود من نشاں نابودہ عشق تو شراب بیخودی پیمودہ

زاں مے باشم ز بود خویش آسودہ گر خود شود استخوان من فرسودہ

(ترجمہ متن) میرے نزدیک اس شراب کی مستی میری ہستی سے پہلے کی ہے۔ اور اس دنیا میں پیدا ہونے سے پہلے ہی اسکا نشہ مجھ میں ہے۔ اور وہ نشہ ہمیشہ میرے ساتھ رہے گا۔ اگرچہ میری ہڈیاں جن سے کہ جسم کی قوت اور بدن کی مضبوطی ہے چور چور ہو جائیں۔

(ترجمہ رباعی) میرے پاس میری ہستی کا نشان تک بھی نہیں تھا جسوقت تیرے عشق نے بیخودی کی شراب مجھے پلایا تھا۔ اسی شراب کے نشہ سے میں اپنی ہستی سے فارغ ہوں۔ اگرچہ میری ہڈیاں سڑ جائیں۔

(تشریح) اہل دیر سے مراد جلال کی بارگاہ کے ملازم اور جمال کی بارگاہ کے مجاور ہیں جو کہ وجود رسمی کے باقیات کی وجہ سے افعالی

اور صفاتی پردوں کے پیچھے سے معرفت کے لطیف اور دلکش راگ الاپتے ہیں اور ذات کے اسرار کی خوشبودار اور لطیف شراب کے پینے سے مستی بڑھاتے ہیں اور تجلیاتِ ذاتی کے جو کہ بت خانہ (دیر) کو جلانے والے اور غیر اللہ کو فنا کرنے والے ہیں راز کے شراب کی حقیقت سے ابھی آگاہ نہیں ہوتے کیونکہ پروانوں کی جیسی ہمت کر کے۔ اگر یہ جماعت جلال فروزاں کے انوار کی شمع پر شوق کی سواری دوڑاتی ہیں۔ اسم و رسم اور ننگ و ناموس دیر و دیار (معبد و وطن یعنی مذہب اور وطن) سے کوئی نشان باقی نہ رہیگا۔ اور دوسرے بیت میں صاحب قصیدہ اپنے مسلک کو ظاہر کرتا ہے کہ اس مستی کے اثرات جو کہ اسکی پاکیزہ روح کو وصال کی مجلس میں محبت کی شراب پی کر اور اپنے احوال کے جمال کا کمال اغیار کی نظروں سے پوشیدہ رکھکر اسے حاصل تھے اور اس پیالے کا ذوق جو کہ احدیت کی مجلس میں عنایت کے ساقی کے ہاتھ اسکے جان کے تالو تک پہونچتا ہے ابد تک کم نہیں ہوسکتا۔ (عربیہ) ولیس حدیث الشوق لهوا تخبر حدیث هواکم فی حشای قدیم۔ فما ذهبت عنی بالسنت الذی و داد کم و لو کنت میتاً و العظام رمیم۔

(ترجمہ) شوق کی باتیں کھیل کود نہیں ہیں۔ آپ کی محبت میرے باطن میں بہت پرانی اور ابدی ہیں۔ آپکی محبت ہمیشہ میری رگ وپے میں رہے گی

اگر میں مر بھی جاؤں اور میری ہڈیاں سڑ بھی جائیں۔

(متن) علیک بہا صرفا وان شئت مزجہا
فعدلک عن ظلم الجیب ہو الظلم

(رباعی) جام مئے ناب اگرچہ اے بادہ گسار تلخ است بتلخی آنرا از کف مگذار
در ناب مئے تلخ نداری آن بہ کش چاشنئے دہی ز نوشیں لب یار

(ترجمہ متن) تمہارے لئے لازمی ہے کہ اس بات کی کوشش کروگے کہ شراب کو بغیر آمیزش کے پیو اور اگر خالص صورت میں نہیں پی سکتے اور چاہتے ہو کہ اسکے ساتھ (پانی) ملاؤگے تو پھر اس صاف شیریں پانی سے جو کہ محبوب کے ہونٹوں اور دانتوں میں ہے۔ ایک قطرہ اسکے ساتھ ملا ڈال اور اس سے تجاوز کرنے سے اپنے آپ کو ظلم وستم کے اندھیرے میں نہ ڈال۔

(ترجمہ رباعی) اے شراب خوار اگرچہ خالص شراب کا پیالہ کڑوا ہے۔ اس کڑوے پن کی وجہ سے اسکو ہاتھ سے مت دے اگر کڑوی شراب پینے کی تجھے طاقت نہیں تو دوست کے ہونٹوں اور دانتوں کے آب (چمک) سے اُسے چاشنی

دے اور شیریں ہنسا۔

(تشریح) پہلی اور دوسری ضمیر مدامہ کی طرف راجع ہے۔ اور ظلم ظاء کے فتحہ اور لام کے سکون سے دانتوں کی سفیدی کو کہتے ہیں۔ صرف سے مطلب ذات کی محبت ہے۔ اور ممزوج سے محبت صفاتی اور دانتوں کی سفیدی ذاتِ الٰہی کی خوشبوؤں کا ظہور ہے۔ صاحب قصیدہ سالک کو کمال کی چوٹی تک پہونچنے اور آرزوؤں کے کعبہ کی طرف رخ کرنے کی نصیحت کرتا ہے۔ کیونکہ اس دنیا کی تجلیات کے انوار کی محبت خودی اور غرور کو فنا کرنے والی اور غیر اللہ کی بداقبالی کو جلانے والی ہے اور اگر ارادہ کی خامی اور کمزوری صلاحیت اور اہلیت کی کمی کی وجہ سے وہ سعادت میسر ہو جائے پھر بھی صفاتی خوشبو کے پیش آنے کو کہ وہ بھی ایک صورت میں عین ذات ہے غنیمت جان لے کیونکہ اس مقام سے نیچے کثرت افعال کی دنیا اور گمراہوں کے مکر و فریب اور دغا کے پردے ہیں۔ (شعر)

لآتی ارضکم فی کل لیلۃ ۔ لعلی اراکم او اری من یراکم

میں آپکی گلی میں ہر رات آتا ہوں۔ یہ امید لیکر کہ آپ کو دیکھوں یا اُنکو دیکھوں جو آپ کو دیکھتے ہیں۔

(متن) وردونکها فی الحان ان استجلها بہ
علی نغم الالحان فہی بہا غنم

(رباعی) مردانہ نشیں بگوشہ میخانہ ۔ بیں جلوۂ مے ز ساغر و پیمانہ
مے خور کہ غنیمت است فرزانہ ۔ با نغمۂ مے ترانہ مستانہ (جامی)

(ترجمہ متن) اس شراب کو مستوں اور شراب خواروں کے میخانہ میں لے۔ اور پی اور اس کے جلوے کا طالب اس میخانہ میں جام و پیمانہ کی جلوہ گاہ میں دلکش راگوں اور خوشگوار آوازوں کے ساتھ بن اس شراب کا پینا پاکیزہ آوازوں اور اچھی راگوں کے ساتھ دل پسند اور غنیمت ہے۔

(ترجمہ رباعی) میخانہ کے کونے میں مردوں کی طرح بیٹھ ساغر اور پیمانہ میں سے شراب کا جلوہ دیکھ لے دانا شراب پی کیونکہ مستانہ راگ کے ساتھ شراب کی صراحی کا قلقل غنیمت ہے

(شرح) وردونکہا مترادف خذہا کا ہے اور ہا کی ضمیر الحان کیطرف پھرتی ہے اور وہی میں ضمیر مدامہ کی طرف راجع ہے۔ الحان مقام محبت اور شوق کو چاہتا ہے۔ یعنی تو مقام شوق کا ملازم بن جا اور حیات علمی کے قطرے جہالت کے قبروں کے مردوں پر چھڑکا دے۔ کیونکہ اس مقام پر ٹھیرنا

واردات غیبی کے راگوں اور سری اور قلبی کلام کے سننے کے ساتھ عارفوں کے لیے غنیمت اور سالکوں کے کمالات کے ظہور کا سبب ہے

(شعر) فما عجب من سکری بغیر مدامۃ والحرب فی سری وہنی طریقتی

(متن) فما سکنت والھم یوماً بموضع
کذالک لم یسکن مع النغم الغم

(رباعی) خواہی ز فلک نہ غصہ بینی و نہ غم ** در میکدہ مے نوش بالحان و نغم
دور قدح و غصۂ دوراں یکجا ** ہمچوں نغم و غم نشود جمع بہم
(جامی)

(ترجمہ متن) بغیر ملاوٹ اور آمیزش اور کھوٹ ملانے کے شراب پی اور دلکش راگنیاں سن کیونکہ نہ شراب ایک ہی وقت میں ایک ہی جگہ پر غم و اندیشہ کے ساتھ رہ سکی اور نہ غم نے دلکش آوازوں اور راگوں کے ساتھ مقام کیا۔

(ترجمہ رباعی) اگر تو چاہتا ہے کہ آسمان سے غصہ نہ دیکھو گے نہ غم۔ تو راگوں اور دلکش آوازوں کے ساتھ میخانہ میں شراب پی۔ پیالے کا دور اور زمانے کا غم راگ اور غم کی طرح یکجا جمع نہیں ہو سکتے

(شرح) سکنت کا فاعل مدامہ ہے والھم اس پر عطف ہے۔

لم سیکس کا فاعل الغم ہے یوم سے مراد وقت ہے اور غم سے مطلب حجاب
شعر کا مطلب یوں ہوا۔ عرفانی شراب کے پینے والوں کو الٰہی کلام اور
روبرو باتوں کی باریکیوں اور روحانی مکالمات کے دیکھنے کی حالت میں غم اور
اندیشہ جو کہ جسمانی لگاوٹوں اور نفسانی تعلقات کے نتیجہ میں رکاوٹ نہیں
بن جاتے ہیں اور بارگاہ قدس کے باغوں کے دیکھنے کا ذوق اور حسی عارضات
کے غموں کے پردے ایک ہی جگہ پر جمع نہیں ہوتے ہیں۔ (بیت)

دربارگاہ دردت درماں چہ بار یابد — باجلوہ گاہ وصلت برہاں چہ کار دارد
باروح وصلت اے جاں غم کبسبت تا نہد پائے — با کفر بت پرستاں ایماں چہ کار دارد

(ترجمہ) تمہارے درد کی بارگاہ میں علاج کو باریابی حاصل نہیں۔ تمہارے
وصال کی جلوہ گاہ میں دلیل قاطع (عقل) کو کیا کام ہے۔ تمہارے وصال کی
فرحت کے ساتھ غم کی کیا لبساط کہ قدم مار سکے۔ اور بت پرستوں کے کفر کے
ساتھ ایمان کو کیا کام ہے

(متن) وفی سکرۃ منہا ولو عمر ساعۃ
ترے الدھر عبداً طایعاً ولک الحکم

(رباعی) خوش آنکہ بہ مے گروکنی ژندہ خویش — تا جمع کنی وقت پراکندہ خویش

چوں مست شوی زبند ہستی برہی یابی ہمہ روزگار را بندہ خویش

(ترجمہ متن) اگر اس خوشگوار شراب کی ایک مستی خواہ وہ ایک گھڑی ہی کی کیوں نہ ہو زمانے میں پاؤ گے زمانے کو فرمانبردار نوکر اور اپنے آپ کو حکمران آقا دیکھو گے۔

(ترجمہ رباعی) کیا ہی خوشی کی بات ہو گی اگر تو اپنا (زہد و پارسائی کا) خرقہ شراب کے رہن کر دو گے تاکہ اپنے پریشان وقت کو جمع کر و جب مست ہو جاؤ گے تو ہستی کی بیڑیوں سے آزاد ہو جاؤ گے اور تمام دنیا اور زمانہ کو اپنا نوکر پاؤ گے۔

(شرح) اگر ایک گھڑی کے لیئے سلوک کی مدت میں فنا فی اللہ میں شراب محبت کے نشے کی برکت سے ہستی موہوم کی ذلت سے رہائی پاؤ گے بقائے حقیقی (بقا باللہ) کے خلعت کی عزت سے حیات جاوید حاصل کرو گے۔ کیونکہ مَنْ قُتِلَ فِیْ مُحَبَّتِیْ فَاَنَا دِیَتُہٗ جو میری محبت میں شہید ہوا میں اسکی جاں بہا ہوں اور وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی (جسوقت آپنے دشمن کی طرف تیر پھینکا آپنے نہیں مارا بلکہ اللہ نے تیر پھینکا) کے ارشاد کے مطابق اس حال میں جو بھی فعل تم سے صادر

ہو جائے وہ خدا کے افعال اور شان کا ظہور تمہارے ناسوتی مظہر (جسم) میں ہے۔ جبکہ زمانہ اور دنیا خدا کے افعال کے احکام کے فرمانبردار ہیں مقام خلافت حاصل کرنے سے تمہارے احکام کے محکوم بن جائیں گے۔ (بیت)

دریں دریا فگن خود را مگر ذرّے بدست آری ✽ کزیں دریائے بے پایاں گہر بسیار برخیزد

اس دریا میں اپنے آپ کو ڈال ممکن ہے کہ ایک موتی حاصل کرو گے کیوں کہ اس اتھاہ سمندر میں بہت سے موتی پیدا ہوتے ہیں۔ اگر ایک لہر تجھے تھپیڑا مارے (سمندر میں ڈبو دے) اس سے اور کونسی دولت تیرے لئے بہتر ہے۔ کیونکہ اس سے تمہاری شان کے سامنے دنیا نوکر کی طرح دست بستہ کھڑی رہے۔

(متن) فلا عیش فی الدنیا لمن کان صاحیا

ومن لم یمت سکرا بہا فاتہ الحزم

(رباعی) آن کو ز شراب عشق ہشیار نشست ✽ جام طربش ز سنگ ادبار شکست

وانکہ ازیں شراب سرمست نمرد ✽ در عشق طریق حزم را کانہ بست

(ترجمہ متن) چونکہ ہر عیش کا سرمایہ موجودات پر غلبہ اور کائنات پر حکمرانی ہے۔ وہ بار یکی جیسا کہ تم نے جان لیا مستی اور شراب خواری پر منحصر

ہے۔ پھر جس شخص نے ہوشیاری پسند کی اور اس شراب کا ایک گھونٹ بھی نہ پیا دین کے عیش سے کوئی حصہ نہ پایا جس نے اس شراب کی طرف ہاتھ نہ بڑھایا اور اس شراب سے مست ہو کر نہ مرا عقل اور دانائی کے راستے پر نہ چلا اور احتیاط۔ ہوشیاری اور دور اندیشی کا شیوہ اختیار نہ کیا۔

(رباعی کا ترجمہ) وہ شخص جو شراب عشق کو چھوڑ کر خردمند بن بیٹھا۔ اس نے بد اقبالی کے پتھر سے عیش دوام کا پیالہ توڑ ڈالا وہ شخص جو اس شراب سے مست ہو کر نہ مرا عشق کے راستہ میں اس نے ہوشیاری اور احتیاط کو کام میں نہ لایا۔

(شرح) صاحیا اور سکر دونو حال سے منصوب ہیں اور ضمیر منفصل بالکل اسکی معمول ہے۔ اور لمن کی طرف راجع ہے۔ اور الحزم اسکا فاعل ہے جبکہ مقام محبت کی فضیلت اس درجہ پر ہے کہ اس مقام کے واردات میں سے کسی وارد کے حاصل ہونے کے سبب سے جس سے کہ سکر مراد ہے طالب فنا اور زوال کے گڑھے سے بقا اور کمال کے درجوں کی بلندی پر پہونچ جاتا ہے۔ پھر وہ شخص جو خودی کی کمی سے خالی ہے اس شہود کیوجہ سے اسکے ہونے سے نہ ہونا بہتر ہے (اسکی موت زندگی سے بہتر ہے) جو شخص فنا

فی اللہ ہیں بندگی کے فنا کی ذلت کو بقاءِ حقانی کی عزت سے تبدیل کرنے کی کوشش نہ کرے اسکو ہوشیار اور دانا نہ کہیں گے۔ (بیت)

تا جاں دارم بر م بگفت و گوئیت ویں عمر بسر برم بجست و جوئیت
با باد صبا دست بہ پیماں آرم تا از پئے من بخاکم آرد بوئیت

(ترجمہ) جب تک میری جان میں جان ہے تمہاری گفتگو میں گذاروں اور یہ عمر تمہاری جستجو میں بسر کروں صبح کی ہوا کے ساتھ عہد و پیماں کروں تاکہ تیری خوشبو میرے مرنے کے بعد میرے مزار تک لائے۔

(متن) علی نفسہ فلیبک من ضاع عمرہ
ولیس لہ منہا نصیب ولا سہم

(رباعی) سرمایۂ عمر ہر کہ مے خواہد مرد بے مے خوردن عمر بود مایۂ درد
ہر کس کہ زمے بعمر خود بہرہ نخورد گو خون بگری کہ عمر خود ضائع کرد

(ترجمہ متن) اس شخص کو رونا چاہیے اور اپنے اوپر ماتم کرنا چاہیے جس نے کہ اپنی زندگی کی پونجی اور اپنے اوقات عزیز کی نقدی کو ضائع کیا اور اس کو شراب خواری کا ذریعہ اور مستی اور بیہوشی کے واسطہ نہ بنایا۔ اور اس میں سے ایک گھونٹ حاصل کرنے اور ایک حصہ پانے کی طرف نہ لگ گیا۔

(ترجمہ رباعی) عمر کی پونجی شراب کے بغیر مرجائیگی (ضائع ہوجائیگی) بغیر شراب پینے کے عمر زندہ سری ہے جس شخص نے اپنی عمر میں شراب سے فائدہ نہ اُٹھایا اسکو کہدو کہ روئے کیونکہ اس نے عمر ضائع کی

(شرح) چونکہ کمال حاصل کرنے کے سب سے بڑے ذرائع اور بخشش اور بزرگی کے حالات کے سب سے زیادہ فیض دینے والے جامی حیات کی کان کے موتی" یعنی اوقات گھڑیوں اور لمحوں کے جواہرات ہیں جن میں کہ دانا طالب اُن کے ذریعے سعادت ابدی حاصل کرسکتا ہے اور ابدی کمالات کو اپنا سکتا ہے اپنے پیارے نفس کو محرومی کی وحشت کے اندھیرے اور حسرت کے جنگل میں پھینسنے کی بجائے معرفت کی حقیقتوں کے باغیچوں کی نعمتوں اور یقین کے مراتب کے انوار حاصل کرنے کی لذت تک پہونچا سکتا ہے۔ پھر جو کوئی باوجود مدعا کے طلب کرنے کی فرصت اور صلاحیت موجود ہونے کے اس سعادت کے حاصل کرنے سے رہ گیا اور اپنے اوقات کی باگ ڈور کو دنیا کے میلے گدلے اور فنا ہونیوالے امورات کے انجام دینے کے ہاتھ میں دے دیا در اصل سرنگون بدبخت مردود اور منحوس زیاں کاروں اور ذلیلوں میں سے ہے کیونکہ اس نے نامرغوب اور ناپسند سمجھا۔ اولئك الذين خسروا انفسهم وضل عنهم

مَا کَانُوا یَفْتَرُوْنَ۔ لَا جَرَمَ اَنَّھُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ ھُمُ الْاَخْسَرُوْنَ

یہی وہ لوگ ہیں جن کو انکی نفس نے نقصان پہونچکر فتارت کیوجہ سے گمراہ ہوئے اسلئے یہ لوگ آخرت میں زیادہ گھاٹے میں رہیں گے۔

اس سے زیادہ بے وقوفی اور بڑی حسرت کون ہوسکتی ہے۔ کہ ایک احمق باوجود پادشاہی اقبالمندی کے حاصل کرنے کی صلاحیت موجود ہونے اور بے انتہا نیک بختی کا ذوق حاصل کرنے کی فرصت ہونے کے لکڑہارے کی محنت اور بھنگی کی ذلت گورا اور پسند کرے اور ایک بدبخت جوکہ گمراہی کی زندگی میں حیران اور ٹھنڈے پانی کی پیاس میں افسوس کرنے والا عدم کے جنگل اور بیابان کی ہنزلوں سے کرم کے دریاؤں کی ساحلوں پر آنہ آئے اور پھر فرصت کی گھڑیوں کو غنیمت نہ سمجھے اور اوقاتِ فرصت لاپرواہی کی کھیل کود میں اور شہوت کی بازی میں گنوائے اور آخرکار الٰہی خوشبودار ہوا کے تجلیات کے جمال کو نہ دیکھکر اور معرفت کے اسرار کے پیالوں سے محبت کی شراب نہ پی کر محرومی اور حسرت کی چیخ و پکار کرتے ہوئے اور گھاٹے کے داغ میں گدھے کی جیسی آواز میں روتے ہوئے سوکھے ہونٹوں اور روتی آنکھوں کے ساتھ عدم کے اندھیرے گھر کی طرف لوٹے مناسب ہے کہ زمین کے

رہنے والے اس کے حال سے عبرت حاصل کریں اور آسمان کے رہنے والے اس کے سزا پانے پر ماتم کریں۔ خداوند کریم ہمکو ان لوگوں میں سے بنائے جو اسکی عبادت سے نیک بخت ہوئے اور اسکی عشق سے مراد کو پہونچے۔ اُن لوگوں میں سے نہ کرے جنکو گھاٹا ہوا کیونکہ وقت کے گذر جانے پر مرنے کے بعد حسرت سے کوئی مشکل حل نہوگی۔

بے شک وہ احسان عطا کرنے والا صاحب فضیلت اور احسان صاحب جود اور سخا ہے۔ خدائے واحد حمد کا سزاوار ہے۔ اور سلامتی کے سزاوار وہ لوگ ہیں جو راہ راست پر چلے۔

تمت

خداوند کریم کا شکر ہے کہ یہ تحت اللفظ ترجمہ ختم ہوا۔ اگرچہ اس میں کافی سے زیادہ نقص اور عیب ہوں گے۔ کیوں کہ بشریت کے زمرہ میں آنے کی وجہ سے میں سہو و نسیاں سے مبرا نہیں ہو سکتا ہوں اور نہ میرا علمی ذخیرہ اتنا ہے کہ میں جناب امیر رضی اللہ عنہ کے فرمودہ معارف کو سمجھ سکوں یا اسکو اپنے الفاظ میں بیان کر سکوں۔ کیوں کہ

نہ میں عالم باعمل ہوں اور نہ عارف اور نہ غوامض تصوف اور نہ نکات و رموزات معرفت سے باخبر ہوں نہ سلوک کے مقامات سے آشنا ہوں۔ اپنی بے بضاعتی پہ شرمسار ہوں کہ کس مہم کے لیے اپنی شکستہ کشتی بحر ذخار میں ڈال دی جس کے تھپیڑے بڑے بڑے سفینوں کو غرق کر دیتے ہیں۔ کیوں کہ مَن صَنَّفَ فَقَدِ استَہدَفَ بزرگوں کا کلام ہے۔ بہر حال علمائے کاملین اور عرفائے واصلین سے امید قوی ہے کہ وہ میرے عیوب پر خط عفو ڈالتے ہوئے اس بات کو ثابت کریں کہ۔ بداں را بہ نیکاں ببخشد کریم۔ اور اگر وہ اس ترجمہ میں نقائص اور عیوب سے دوچار ہو جائیں تو درگذر فرمائیں کیوں کہ میری نیت خدمت اسلام تھی اور اگر میں اس میں کہیں بہک گیا ہوں گا تو وہ اُسے میری کم مائگی پر محمول کریں اور جہاں کہیں ضرورت ہو درستی اور تصحیح فرمائیں۔ وَباِاللّٰہِ التَّوفِیق۔

المُتَرجِم

محمد طیب صدیقی ابن حافظ قاری عبد المجید مرحوم۔
غفر اللّٰہ لہ و لوالدیہ و لمن لہ حق علیہ

اپیل بخدمتِ اصحابِ عقیدت و اربابِ معرفت

اس امر کی توضیح کرنا کہ جناب حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانی رضی اللہ عنہ کے حقوق اہالیِ کشمیر کی گردنوں پر ہیں۔ بے سود ہے۔ کیونکہ وہ اظہر من الشمس اور ابہر من الامس ہیں اور کشمیر کے مسلمان اُن سے بخوبی واقف ہی نہیں بلکہ اُن حقوق کا انہیں کافی سے زیادہ احساس ہے جسکا ثبوت انہوں نے قدیم زمانے سے لے کر آج تک خانقاہِ معلےٰ کی تزئین۔ تذہیب اور تنویر سے ایسا بہم پہونچایا ہے جیسا کہ اس کا حق تھا لیکن ایک فروگذاشت ناقابل معافی ہے کیونکہ آج تک جناب امیر رضی اللہ کے فرمودات۔ ارشادات اور تصانیف شایع نہیں کئے گئے جن سے کہ نہ صرف اہالی کشمیر مستفیض ہو جاتے بلکہ ساری دنیا اُس قائدِ اعظم اور مصلحِ اعلم کے نصایح اور معارف سے مستفید ہو جاتی۔ کمیٹی بقعہ خانقاہ معلےٰ نے مصمم ارادہ کیا ہے کہ قوم کی معاونت سے اس اہم کام کو ہاتھ میں لے لیکن اس میں قوم سے استدعا ہے کہ بصورتِ

امداد زر دارالمطالعہ کے صندوق کو غرق زر کرے اور بصورت رسائل اور تصانیف حضرت امیر رضی اللہ عنہ جو کہ مختلف اصحاب کی لائبریریوں میں موجود ہیں دارالمطالعہ کو نوازے تاکہ ان کی اشاعت ترجمہ اور طباعت کا کام ہاتھ میں لیا جائے

المشتہر

غلام احمد ہمدانی ۔ المعروف بہ زہرہ ۔ جنرل سیکریٹری مجلس انتظامیہ خانقاہ معلی

اپیل بنام مسلمانانِ کشمیر

حضرت بانیٔ اسلام کشمیر میر سید علی ہمدانی رضؓ کا جو حق مسلمانانِ کشمیر پر ہے۔ شاید اس سے کوئی بھی مسلمان تاقیامت انکار نہیں کر سکتا ہے۔ اور نہ اس سے انکی گردنیں تاقیام دنیا سبکدوش ہو سکتی ہے۔

یہی وہ شخصیت تھی جو پاپیادہ ایران، ہمدان سے محض کلمۂ حق بلند کرنے کے لئے تشریف لائے۔ اسوقت نہ ہوائی جہاز کا وجود۔ نہ موٹر۔ نہ لاری تانگہ اور بائیسکل کا۔ اسی قائدِ اعظم رضؓ کے متعلق مرحوم سر محمد اقبال رح مولانا رومی علیہ الرحمۃ کی زبان سے فرما چکے ہیں:- ؎

سیدالسادات سالارِ عجم — دستِ او معمارِ تقدیرِ اُمم

آفرید آن مردِ ایرانِ صغیر — با ہنرہائے غریب و دلپذیر

یک نگاہِ او کشاید صد گرہ — خیز و تیرش را بدل راہے بدہ

(جاوید نامہ)

اس قائدِ اعظم رضؓ کی مختلف یادگاریں کشمیر کے اکناف و اطراف میں موجود ہیں جنمیں سے خانقاہ معلٰے سرینگر مرکزی شہر میں واقع ہے جس سے ہر ایک چھوٹا بڑا واقف ہے۔ اسکی بقا کیلئے اس مردِ مجاہد نے تین گاؤں بطورِ جاگیر اسوقت کی

حکومت سے مقرر کرائے تھے۔ مگر انقلابِ زمانہ اور حکومت کے ردّو بدل سے یہ جاگیریں ضبط کی گئیں۔ اور خانقاہ معلّٰی کو اس آمدن سے محروم ہونا پڑا۔ مگر مرحبا اور شاباش اُن غیور مسلمانوں کو ہے جنہوں نے اپنی نیک اور پاک کمائی سے اپنے نفس پر پتھر باندھ کر اِس متبرک مقام کو برابر آباد رکھا۔ آج خانقاہ اور اس کا بانی مسلمانوں سے مطالبہ کر رہا ہے۔ کہ وہ اسلامی مرکز کو تغیرِ زمانہ کے ہاتھوں تلف ہونے سے بچائیں۔ آج کل اِس خانقاہ معلّٰے کے انتظام کیلئے باقاعدہ ایک انتظامیہ کمیٹی ہے۔ جسکے صدر خواجہ علی شاہ صاحب نایب منسٹر مال کشمیر ہیں۔ اسکا سکریٹری خانقاہ معلّٰے کا ایک خادم زادہ ہے۔ آمدن و خروج کا حساب باضابطہ رکھا گیا ہے۔ ہر ایک شخص بلا امتیاز عقیدہ دفتر پر تشریف لا کر حساب کی جانچ پڑتال کر سکتا ہے۔ اور اپنے مفید مشورہ سے کمیٹی کو مستفید فرما سکتا ہے امسال کمیٹی نے باضابطہ حساب آمد و خرچ شائع کیا۔ اور یہ قابلِ داد بات ہے کہ آج تک کبھی بھی اسطرح حساب شائع نہیں کیا گیا ہے۔ کمیٹی کے زیرِ نظر مندرجہ ذیل امور میں امید کیجاتی ہے کہ مسلمانانِ کشمیر اور خصوصاً مسلمانانِ سرینگر اِن امور کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کیلئے کمیٹی کا ہاتھ مالی امداد سے بٹائیں گے۔

<u>ہمارے ارادے؟</u> کمیٹی کا ارادہ ہے (۱) ایک چھوٹا سا یتیم خانہ کھولے۔

(۲) کمیٹی کا ارادہ ہے۔ کہ جناب حضرت امیر کبیر رضؓ کے گراں بہا اور بیش قیمت تصانیف کو جو کہ تقریباً ۵۷۲ ہیں زیور طبع سے آراستہ کرے۔ اِنکے ترجمے عام فہم اور آسان زبان میں کر دے۔ تاکہ بانیِ اسلام کشمیر کا (مشن) عام ہو۔

(۳) ایک دینی مکتبہ کا اجراء ایوانِ خانقاہ پر ہو۔ (۴) خُدام زادوں اور مجاور زادوں کے تعلیمی بندوبست کے سلسلہ میں مستحق طلباء کو ماہوار دس دس روپے کا وظیفہ دے سکے۔ تاکہ وہ خود کفیل ہونے کی قابلیت حاصل کر سکیں۔ (۵) ارادہ ہے۔ کہ دو تفریح گاہ (پارکس) تیار کیجائیں۔ ایک عورتوں کے لیئے اور ایک مردوں کیلئے۔ اِن میں حسب ضرورت جنگلہ بندی پھول کاری اور دیگر قسم کی زینت ہو۔

(۶) شمالی اور جنوبی ڈیوڑھیوں کی تعمیر مقبرہ کی مرمت اور سفیدے لگانے۔

(۷) ابتدای زینہ کدل اِلی بیت الخلا ایک سو رطرف دریای جہلم بناکر اسپر چند مقامات پر دو منزلہ مکانات بنانے۔ اسکے علاوہ کلاشپورہ اور اردو بازار میں دو جدید مکانات بنانے مطلوب ہیں۔ لیکن مالی کمزوری کیوجہ سے یہ تعمیر پایۂ تکمیل تک نہ پہنچ سکی۔ (۸) ایک اخبار کا اجراء جسکی منظوری ابھی تک حکومت نے نہ دیدی۔ اسکے متعلق مورخہ ۱۱ نومبر ۱۹۷۰ء کو سرکاری اطلاع موصول ہوچکی تھی۔

(۹) زنانہ سردخانہ کی تعمیر۔ (۱۰) اسلامی دارالمطالعہ جس کا اجراء گذشتہ سال کیا

گیا ہے۔ اسکا توسیع جسکو سردست کمیٹی نے صرف سالانہ ۶۰ روپے کا گرانٹ منظور کیا
ہے۔ جو کہ بالکل غیر مکتفی ہے۔ خانقاہ معلی کو بغیر از زر کرایہ کوئی خاص آمدن نہیں ہے۔
اور یہ زر کرایہ سالانہ تقریباً ۳۴۰۸ روپیہ ہے۔ خرچ سالانہ تنخواہ عملہ دفتر و
ضروریات تقریباً ۱۶۰۰ روپے ہے۔ جو کچھ بچتا ہے وہ مفاد عامہ پر خرچ کیا جاتا
ہے۔ مثلاً غسلخانہ یسرد خانہ۔ لکڑی حمام۔ کوزہ ہا۔ سڑکوں کی مرمت۔ بقعہ کی مرمت
اسلامی دار المطالعہ کیلئے کتابوں کا خریدنا۔ اسلئے عام مسلمانوں سے استدعا کیجاتی ہے
کہ وہ شرقی دروازہ پر لگائے ہوئے صندوق برائے تعمیر میں ہر وقت جب کبھی وہ
خانقاہ فیض پناہ پر تشریف لایا کرینگے مالی امداد کی رقم ڈال دیا کریں۔ کیونکہ یہی
ایک ذریعہ خانقاہ کے آباد اور قایم و دایم رہنے کا ہے۔ مجھے امید واثق ہے۔ کہ
مسلمان اس میری گذارش کو صدا بصحرا نہ سمجھیں گے۔ اور عند اللہ ماجور ہونے کی امید
پر اس قائد اعظم کی محبت کا بین ثبوت کرینگے۔ اسی محبوب خلق اللہ رض کی یہ تصنیف
آج آپ لوگوں کے خدمت میں کمیٹی پیش کر رہی ہے۔ اور آیندہ انشاء اللہ یہ سلسلہ
جاری و ساری رہے گا۔ اسکے بعد رسالہ فقیریہ تصنیف جناب امیر رض
عنقریب شائع ہوگا۔

خادم درگاہ: ۔ غلام احمد ہمدانی (زہرہ)

رسالہ

تنبیہ اللبیب

علیٰ

حیاتِ الحبیب

جسمیں

حیاتِ انبیا و اولیاء اور معجزہ۔ کرامت۔ محبت انبیا و اولیا اور شانِ انبیا و اولیا، پر پوری بحث کی ہے۔ جس میں سلیم العقل کے لئے تشفی ہے

مؤلفہ

مولانا پیر عبد الکبیر مخدومی

خادم جامعہ مدینۃ العلوم آثار شریف حضرت بل

شائع کنندہ

غلام محمد بانڈے۔ لائبریرین جامعہ مدینۃ العلوم حضرت بل کشمیر

(کوہ نور پریس سری نگر)

شکریہ

راقم جملہ پانڈے صاحبان خصوصاً جناب متولی صاحب جناب مہتمم صاحب ونشاندہ صاحبان زیارت آثار شریف کا شکریہ ادا کرتا ہے۔ کہ ان حضرات نے اس محمود رسالہ کے شائع کرنے میں جذبۂ عقیدت کے تحت مبلغ پچاس روپیہ کی پیش کشی فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو اجر دارین عطا فرمائے۔

عبدالکبیر عفی عنہ

الایضاح الاخضر علی الکبریت الاحمر یعنی شرح کبریت شریف اردو میں بفضلہ تعالی جلدی شائع ہوگا *

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ البر الرحیم وصیر العلماء ورثۃ الانبیاء وجعل کلمۃ الحکمۃ ضالۃ الحکیم واشھد ان لا الہ الا اللہ شھادۃ تکون للنجاۃ وسیلۃ والصلوۃ والسلام علی رسولہ الذی بعثہ فشید الدین المتین واوضح مسالکہ وقد عفت آثارھا وخبت انوارھا ووھنت ارکانھا وجھل مکانھا وعلی آلہ واصحابہ افضل الامۃ کاشف الغمۃ الی یوم القیمۃ اللھم انی اعوذ بک من ان اضل او اضل او ازل او اظلم او اُظلم او اجھل او اجھل اللھم ان ازل فمنی ومن الشیطن وان اصبب فمنک وانت المستعان

چند روز ہوئے راقم مؤلف نے خواب میں دیکھا کہ حیات انبیاء علیہم السلام کے بارے میں آیات کریمہ، احادیث شریفہ، اقوال ائمہ حدیث جمع کر رہا ہوں۔ اگرچہ میرا یہ ارادہ پہلے سے ہی تھا۔ لیکن اپنی کم سرمایگی علم پر نظر ڈالکر جرأت نہ ہوتی تھی۔ بالآخر اس

خواب کو عالم غیب سے گویا آیت دعوت عمل سمجھ کر میرے ارادہ میں پختگی پیدا ہوئی۔ اس خواب سے میرا عزم مصمم ہوگیا اور میری استعداد کو فعل کے مرتبے میں کر دیا۔ اسلئے توکلاً علی اللہ تجسس وتلاش شروع کی۔ چنانچہ آیات کریمہ۔ احادیث شریفہ اقوال ائمہ حدیث۔ فتوی علماء جتنے ممکن ہو سکے رسالہ ہذا میں جمع کئے۔ جو ہدیۃً حیات النبی رحمۃً للعالمین، شفیع المذنبین کے حضور میں پیش کئے جاتے ہیں۔ اجابت کی التجاء ہے۔ امید ہے کہ ناظرین مستفید ہونگے۔

غرض نقشے ست کز ما یاد ماند ۔ کہ ہستی را نمی بینم بقائے
مگر صاحبدلے روزے برحمت ۔ کند در کار درویشاں دعائے

ساتھ ہی اہل بصیرت وبصارت کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ خورد گیری میں جلد بازی نفرماویں۔ کیونکہ انسان سے ایسا کلام ممکن نہیں جس سے ہر ایک کی طبیعت خوش ہو اور ہر ایک کے خیال کے مطابق ہو۔ یہ تو فقط شان خداوندی ہے۔ مخلوقات کی طاقت سے بالاتر ہے۔

اس رسالہ کا نام ﴿تنبیہ اللبیب علی حیوۃ الحبیب﴾ رکھا۔ اس کے دو حصے ہیں۔ ایک حصہ نقلیات کا ہے جسمیں آیات کریمہ احادیث شریفہ۔ اقوال ائمہ حدیث۔ فتاوی علماء ہونگے۔ جن سے حیات انبیاء علیہم السلام ثابت ہوگی۔ دوسرا حصہ عقلیات کا ہے جسمیں منطق۔ فلسفہ اور دیگر فنون کے قواعد کے رو سے حیات انبیاء علیہم السلام ثابت کی گئی

ہے۔ چونکہ عقلیات کا حصہ عام فہم نہیں۔ کیونکہ اسمیں اصطلاحات فنون کا ذکر ہے۔ اسلئے اس عقلیات کے حصے کو علیحدہ شائع کیا جائیگا۔ ان شاء اللہ تنبیہ اللبیب کے نقلیات کے حصے کے پانچ فصلیں ہونگی۔ فصل اول حیات انبیا و اولیاء میں۔ فصل دوم میں یہ واضح کیا جائیگا کہ معجزہ۔ کرامت۔ ارہاص۔ مؤنت اور استدراج کیا ہوتے ہیں۔ فصل سوم محبت انبیا و اولیاء میں۔ فصل چہارم شان انبیاء و شان اولیاء میں۔ فصل پنجم اس امر کے بیان میں کہ جزا و سزاء و حدود عین رحمت اور عین انصاف ہیں۔ اللہ تعالی سے امید ہے کہ ان مختصر چند کلمات کو قبول فرمائے اور میری کوتاہیوں کو معاف فرمائے آمین۔

مندرجہ ذیل کتابوں سے اس رسالہ کی تالیف و تدوین میں مدد لی گئی ہے

(۱) کتاب حیوۃ الانبیاء (للبیہقی) (۲) کتاب الاعتقاد (للبیہقی) (۳) انباء الاذکیاء فی حیات الانبیاء (للسیوطی) (۴) آبحیات لمحمد قاسم الدیوبندی بانی دارالعلوم دیوبند (۵) مسند ابو یعلی (۶) کنز العمال (۷) مقدمہ تفسیر حقانی (۸) بیان القرآن لمولانا اشرف علی (۹) حجۃ اللہ البالغہ (لمولانا شاہ ولی اللہ) (۱۰) خصائص الکبریٰ (للسیوطی) (۱۱) اسرار النبوۃ (للبیہقی)

فصل اول حیات انبیاء علیہم السلام

وہ آیات کریمہ۔ احادیث شریفہ۔ اقوال ائمہ حدیث۔ فتاوی علماء جن سے حیات انبیاء پر روشنی پڑتی ہے۔ اس فصل میں پیش کیے جائینگے

یہ امر ذہن نشین کرنا ضروری ہے کہ قرآن کریم میں اکثر احکام مجمل آئے ہیں۔ ان کی مفصل تشریح احادیث شریفہ میں دی گئی ہے مثلاً نماز کی پوری کیفیت کسوفت کتنی رکعتیں ہیں۔ ایک رکعت میں کتنے سجدے اور رکوع ہیں۔ احادیث میں مفصل مذکور ہے زکوٰۃ کی مقدار اور حولان حول کی تشریح احادیث شریفہ میں موجود ہے۔ حج کی مفصل تشریح احادیث میں درج ہے۔ قرآن شریف میں مجمل ہے۔ اسطرح حیات انبیاءؑ قرآن شریف سے بدلالۃ النص ثابت ہے۔ اسکی تشریح احادیث سے ہوتی ہے۔

وہ آیات جن سے حیات انبیاء ثابت ہوتی ہے یہ ہیں:۔

(۱) ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون (سورۂ بقرہ)

جو لوگ خدا کے رستہ میں شہید ہوئے ہیں۔ ان کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں۔ لیکن یہ زندگی شعور اور فہم سے بالاتر ہے۔

(۲) لا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ اموات بل احیاء عند ربھم یرزقون (سورۂ آل عمران)

جو لوگ خدا کے رستہ میں شہید ہوئے ہیں۔ ان کو مردہ خیال نہ کرو بلکہ وہ خدا کے نزدیک زندہ ہیں۔ باقاعدہ ان کو رزق ملتا ہے۔

جب شہداء زندہ ہیں تو انبیاء و اولیاء بطریق اولیٰ زندے ہونگے۔ کیونکہ جہاد کی دو قسمیں ہیں (۱) صغر جو بمقابلہ کفار ایک خاص وقت میں ہوتا ہے (۲) جہاد اکبر جو ہمیشہ اپنے نفس سے ہوتا ہے۔ اسمیں مشقت زیادہ ہوتی ہے۔ جب مجاہد بجہاد صغر زندہ ہوتا ہے جو بعبارۃ النص ثابت ہے۔ تو انبیاء کرام۔ صدیقین ہمام۔ صلحاء قمقام۔ اولیاء عظام کیوں نہ ہونگے۔ انبیاء کرام تو بدرجہا شہداء سے افضل ہیں۔ ان کی حیات بھی شہداء سے بدرجہا بہتر ہوگی۔ جیسے علامہ بیہقی محدث نے کتاب حیات الانبیاء میں یوں فرمایا ہے لا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون۔ والانبیاء اولی بذلک فھم اجل واعظم۔

(۳) ما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم (سورہ انفال)

حضور پرنور سے وعدہ ہو چکا ہے۔ کہ جب تک آپ امت میں موجود ہونگے۔ آپ کے موجود ہوتے ہوئے امت پر کوئی عذاب خارق عادت۔ خلاف معمول پیش نہ آئیگا۔ مثلاً سنگ کی بارش، زمین کا الٹ جانا۔ زمین میں خسف ہونا۔ دھس جانا۔ صورت کا مسخ ہونا وغیرہ ذلک جس طرح کہ اور امتوں پر ہوا کرتا تھا۔ احادیث شریفہ سے ثابت ہے کہ امت محمدی پر قیامت تک کوئی خارق عادت عذاب خلاف معمول نازل ہوگا۔ اسلئے بمصداق وانت فیھم حضور ہمیشہ زندہ ہیں۔ یہ بات

یہ سمجھ لی جائے کہ امت کی دو قسمیں ہیں (۱) امت دعوت جو تمام مبعوث الیہم ہیں خواہ مسلم ہو یا غیر مسلم (۲) امت اجابت یہ فقط مسلمان ہی ہیں خارق عادت عذاب کا رفع ہونا یہ دونوں امتوں کو شامل ہے جسطرح حضور پر نور کی شفاعت کبری حشر میں دونوں امتوں کو شامل ہے جس پر احادیث شفاعت دلالت کرتے ہیں جو بخاری شریف، مسلم شریف اور کتب احادیث میں موجود ہیں۔

(۴) النبیّ اولی بالمؤمنین من انفسہم (سورۂ احزاب)

پہلے یہ امر خیال میں لایا جائے کہ ایمان وکفر صفات اختیاری ہیں جو کہ حیات کے ساتھ لازمی ہیں۔ لفظ اولی قریب کے معنی یہاں رکھتا ہے اس سے آیہ کریمہ کا معنی یوں ہوگا۔ نبیؐ مومنوں کو اُن کی ذات سے اُن کی طرف قریب تر ہوتا ہے۔ قرب کے دو قسمیں ہیں (۱) قرب ذات (۲) قرب صفات۔ دونوں قرب حیات کے مقتضی ہیں۔ تو حضور پرنور ہمیشہ زندہ ہونگے ورنہ قرب کیسا ہوگا۔ روحانی قرب ماننا نہایت ہی بعید ہے

(۵) ویکون الرسول علیکم شہیدا۔

یعنی پیغمبر برحق تم پر (امت پر) گواہ ہیں۔ گواہ اسکو کہتے ہیں۔ جو دیکھتا بھی ہو اور سنتا بھی۔

وہ احادیث جو آیات کریمہ کی تشریح میں وارد ہوئے ہیں حسب ذیل ہیں

حضرت ابن عباس رض سے مروی ہے	(۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما

ان النبی صلی الله علیه وسلم
مر بقبر موسی وھو قائم یصلی
فی القبر ۔ (کتاب حیات الانبیاء)

(۲) عن انس رض ان النبی ص
قال الانبیاء احیاء فی قبورھم
(کتاب حیات الانبیاء للبیھقی) (مسند ابو علی)

(۳) عن ابی ھریرۃ رضی الله عنه
قال قال رسول الله صلی الله
علیه وسلم لقد رایتنی فی جماعة
الانبیاء فاذا موسیٰ قائما
یصلی ۔ واذا عیسی بن مریم ع
قائما یصلی ۔ واذا ابراھیم قائما
یصلی اشبه الناس به صاحبکم
یعنی نفسه فحانت الصلوٰۃ فاممتھم (بیھقی)

(۴) عن انس رض ان النبی ص
اسری به مر بموسی وھو
یصلی فی قبرہ ۔ (مسلم شریف)

(۵) عن اوس بن اوس
الثقفی عن النبی ص انه قال

نبی اکرم ص کا گذر موسی کی قبر شریف
سے ہوا ۔ تو موسیٰ ع کو قبر شریف میں
نماز پڑھتے ملاحظہ فرمایا ۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ حضور نے فرمایا
تمام انبیاء اپنے قبروں میں زندہ
ہیں اور نماز پڑھتے ہیں ۔

ابوہریرہ رض سے مروی ہے کہ نبی اکرم
فرماتے ہیں میں نے انبیاء کو ایک محفل
میں دیکھا تو حضرت موسیٰ ع حضرت
عیسیٰ ع حضرت ابراہیم ع کھڑے نماز
پڑھتے تھے ۔ حضرت ابراہیم ع
میرے مشابہ تھے ۔ جب نماز
کا وقت آیا تو میں نے سب کو نماز پڑھائی
اور جماعت کرائی ۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ معراج
کی رات حضور کا گذر حضرت موسیٰ سے
ہوا وہ اپنی قبر شریف میں نماز پڑھتے تھے

اوس بن اوس ثقفی رض سے مروی ہے
کہ حضور صلی الله علیه وسلم نے فرمایا

من افضل ایامکم یوم الجمعۃ
فاکثروا علی الصلوٰۃ فیہ فان
صلوٰتکم تعرض علیّ قالوا یا
رسول اللہ وکیف تعرض علیک
صلوٰتنا وقد ارمت یعنی
بلیت فقال ان اللہ حرم
علی الارض ان تاکل اجساد
الانبیاء - (ابوداؤد - بیہقی)

(۶) عن ابی ھریرۃ رض قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من
صلی علیّ عند قبری سمعتہ
ومن صلی علیّ غائبا بلغتہ
(شعب الایمان بیہقی - ترغیب اصفہانی)

(۷) عن انس رض قال قال
رسول اللہ ﷺ من صلی علیّ
مائۃ فی الجمعۃ ولیلۃ الجمعۃ
قضی لہ مائۃ حاجۃ سبعین
من حوائج الاخرۃ وثلثین
من حوائج الدنیا ثم وکل اللہ

کہ جمعہ کے روز مجھپر کثرت سے درود
بھیجا کرو اسلئے کہ جمعہ کے روز تمہارا
درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے حاضرین
نے عرض کی یہ کیسے ہوگا۔ جبکہ آپ کا
جسم مبارک پرانا ہوا ہوگا۔ تو حضور نے
فرمایا کہ انبیاءؑ کے جسموں کو خراب
کرنا حرام ہے زمین پر۔ وہ اسوقت
ویسے ہی موجود ہیں جیسے اس دار میں تھے۔

ابوہریرہ رض سے مروی ہے کہ
حضورؐ نے فرمایا جب میری قبر شریف
کے نزدیک درود پڑھا جاتا ہے
تو میں سنتا ہوں اور جب دور سے
درود بھیجتا ہے تو مجھے پہنچایا جاتا ہے۔

انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ
حضورؐ نے فرمایا جو شخص جمعہ کے
دن اور رات کو سو مرتبہ مجھ پر درود
بھیجے گا۔ اللہ تعالیٰ اسکی سو حاجتیں
پوری کریگا جنمیں سے ستر حاجتیں
آخرت کی ہونگی اور تیس حاجتیں

بذلک ملکا یدخله علی قبری کما یدخل علیکم الھدایا و یخبرنی من صلی علی باسمه و نسبه فاثبته فی صحیفة بیضاء و ان علمی بعد موتی کعلمی فی الحیٰوة (حیات الانبیاء للبیہقی - ترغیب اصفہانی)

دنیا کی اور ایک فرشتہ مقرر ہوگا جو درود شریف میرے پاس قبر میں پہنچائیگا جس طرح کوئی شخص کسی کو تحفہ پہنچاتا ہے - یہ فرشتہ درود پڑھنے والے کا نام اور اس کا پورا نسب نامہ عرض کرتا ہے اسکو حضور اپنے محبین کے فہرست میں درج فرماتے ہیں حضور نے فرمایا جیسا حیات میں علم مجھے ہوتا تھا ویسے ہی بعد وفات بھی ہوتا ہے -

(٨) عن انس رض قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انی لقیت جماعة من الانبیاء فی لیلة اسری بی فکلمتھم وکلموا بی (بیہقی)

انس رض فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا میں نے انبیاء سے معراج کی رات کلام کیا اور انہوں نے مجھسے کلام کیا اور یہ جو ملاقات ہوئی جو جسمانی تھی (مظاہر حق)

(٩) عن انس رض عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الانبیاء یصلون بین یدی اللہ سبحانه وتعالیٰ حتی ینفخ فی الصّور - (بیہقی)

انس آنحضور سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا انبیاء خدا کے سامنے ہمیشہ نماز پڑھتے ہیں - پڑھتے رہینگے قیامت تک -

(١٠) عن انس رض قال قال رسول اللہ الانبیاء یقرؤن و یصلون فی قبورھم (جزء القراۃ للبخاری)

بروایت انس رض حضور نے فرمایا کہ انبیاء تلاوت کرتے ہیں اور نماز اپنی قبروں میں پڑھتے ہیں -

(۱۱) قال سفیان الثوریؒ النبی یصلی عند ربہ۔
(حیوۃ الانبیاء بیہقی۔ انباء الاذکیاء سیوطی)

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ نبی خدا کے پاس نماز پڑھتا ہے۔

(۱۲) قال ثابت البنانیؒ الانبیاء یصلون فی قبورھم
(حیات الانبیاء بیہقی۔ کتاب الاعتقاد)

ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ انبیاء قبروں میں نماز پڑھتے ہیں۔

(۱۳) قال سعید بن المسیبؒ لقد رأیتنی ایام الحرۃ وما فی مسجد رسول اللہ غیری وما تأتی صلوۃ الا سمعت الاذان والاقامۃ فی قبر رسول اللہ ﷺ حتی عاد الناس
(اخبار مدینہ ابن بکار، دلائل النبوۃ ابو نعیم)
(وفاء الوفاء فی دیار المصطفیٰ سمہودی)

سعید بن مسیب تابعی فرماتے ہیں جبکہ یزید کی طرف سے مدینہ شریف پر حملہ ہو کر قتل عام ہوا تو کوئی شخص مسجد نبوی میں نہ جا سکتا تھا۔ حضرت سعید نے تین دن مسجد شریف میں ہی قیام فرمایا۔ چونکہ تین دن میں کسی نے اذان نہیں دی تو سعید بن المسیبؒ فرماتے ہیں ان تین دنوں میں مجھے نماز کا وقت حضورؐ کے اذان اور تکبیر سے معلوم ہوتا تھا جو حضور پرنور کی قبر شریف سے ہوتے تھے۔

(۱۴) قال سعید بن عبد العزیز لما کان ایام الحرۃ یؤذن و یقیم فی قبر رسول اللہ ﷺ وان

سعید بن عبد العزیز فرماتے ہیں یزید کے حملہ کے ایام میں مدینہ شریف میں اذان اور تکبیر رسول اکرمؐ

سعید بن المسیّب لم یبرح مقیماً فی مسجد رسول اللہ کان لا یعرف وقت الصّلوٰۃ الا بالاذان یسمعہا من قبر النبی (مسند دارمی)

کے قبر شریف سے ہوتی تھی حضرت سعید بن المسیب رض حملہ کے تین ایام میں مسجد نبوی میں رہا نماز کا وقت حضور کی اذان سے ہی معلوم کرتا تھا۔ جو قبر شریف سے سنتا تھا

(۱۵) عن سعید بن المسیّب انہ کان یلازم المسجد ایام الحرۃ وقد خرج الناس من المدینۃ قال فکنت اذا حانت الصلوٰۃ اسمع الاذان والاقامۃ من قبل القبر الشریف۔ (طبقات ابن سعد)

حضرت سعید بن المسیّب یزید کے حملہ کے تین دن مسجد نبوی میں ہی قیام پذیر رہا۔ لوگ مدینہ شریف سے یزید کے خوف سے باہر چلے گئے تھے تو حضرت سعید بن المسیّب فرماتے ہیں کہ میں اذان اور تکبیر قبر شریف سے سنتا تھا اور اس سے نماز پڑھتا تھا۔

(۱۶) قال البیہقی الانبیاء احیاء عند ربھم کالشھداء (کتاب الاعتقاد بیہقی)

بیہقی نے فرمایا حضرات انبیاء زندہ ہوتے ہیں جیسے کہ شہداء زندہ ہیں

(۱۷) قال سفیان الثوری الموت لیس عدماً محضاً وانما ھو انتقال من حال الی حال کالشھداء وھم مقتولون فی سبیل اللہ ولکنھم احیاء

سفیان ثوری فرماتے ہیں موت فنا کا نام نہیں بلکہ ایک حال سے دوسرے حال کی طرف انتقال کرنا ہے جیسے شہداء جو خدا کے راہ میں شہید ہوتے ہیں۔ لیکن وہ

یرضقون فرحین مبشرین و اذا کانت الشہداء ھکذا فالانبیاء احق واولی واحری بالاحیاء - (انباء الاذکیاء للسیوطی)

(۱۸) قال عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ایھا الناس انما خلقتم للابد و لکنکم تنقلون من دار الی دار لا بشعر -

(۱۹) سئل البارزی عن النبیؐ ھل ھو حی بعد انتقالہ فاجاب انہ حی بعد انتقالہ وانہ یبشر بطاعۃ امتہ ویحزن بمعاطی العصاۃ منہم وانہ یبلغہ صلوٰۃ من صلی علیہ من امتہ وانہ اجتمع بالانبیاء لیلۃ الاسراء فی بیت المقدس و امہم فیہ وھم بالاجساد کلھم کاموۃ ورائ الادم فی السماء الدنیا ورائ الیحیی وعیسی فی

خدا کے ہاں زندہ ہوتے ہیں جب شہداء کا حال یہ ہے - تو انبیاء جو شہداء سے بدرجہا بہتر ہیں بطریق اولی زندہ ہونگے -

حضرت فاروق اعظم کا ارشاد ہے کہ لوگ پیدا ہوئے ہیں ہمیشہ زندہ رہنے کیلئے البتہ ایک گھر سے دوسرے گھر کیطرف منتقل ہوتے ہیں دوسرے گھر کی کیفیت فہم سے بالاتر ہے

امام بارزی سے سوال ہوا کہ نبی اکرمؐ اس دنیا سے انتقال فرمانے کے بعد زندہ ہیں؟ تو جواب فرمایا کہ حضور پرنور بعد انتقال زندہ ہیں - ان کے ہاں امت کے اعمال پیش ہوتے ہیں - اگر اچھے اعمال ہوں تو خوش ہوتے ہیں - اور اگر ناشائستہ اعمال ہوں تو غمگین ہوتے ہیں درود پڑھنے والے کا درود حضور کو پہنچتا ہے معراج کی رات تمام انبیاء سے بیت المقدس

السماء الثانية ورائی الیوسف فی السماء الثالثة ورائی الادریس فی السماء الرابعة ورای الهارون فی السماء الخامسة ورائی الموسی فی السماء السادسة ورای الابراهیم فی السماء السابعة وهذا یدل علی حیاة الانبیاء وهم احیاء کما کانوا (کتاب الاعتقاد للبیهقی)

میں ملاقات ہوئی جو حضور کے استقبال کیلئے بجسد عنصری وہاں تشریف فرما تھے حضور نے تمام انبیاء کی نماز کی جماعت کرائی۔ بالمشافہہ مکالمہ فرمایا۔ اس ترتیب سے انبیاء کو بجسد عنصری موجود پایا۔ اول آسمان میں آدمؑ۔ دوسرے آسمان میں عیسیٰ یحییٰ تیسرے آسمان میں یوسف چوتھے آسمان میں ادریس پانچویں آسمان میں ہارون

چھٹے آسمان میں موسیٰ۔ ساتویں آسمان میں ابراہیم۔ یہ واقعات حضور پرنور اور دیگر انبیاء کے حیات پر روشن دلیل ہیں۔ وہ تمام اسی طرح زندہ ہیں جس طرح تھے انبیاء کو چلہ کشوں اور گوشہ نشینوں کی طرح تصور کیا جائے۔ جیسے چلہ کش گوشہ نشین تنہائی میں گئے ہوئے ہوتے ہیں۔ یہی حال انبیاء کے متعلق ذہن میں لانا چاہیئے

سئل العفیف الدین الیافعی رح ماحال الاولیاء بعد انتقالهم فاجاب یُردُّ علیهم ارواحهم یشاهدون السموات والارضین ویبصرون الانبیاء احیاء غیر اموات۔ (کتاب حیات الانبیاء للبیهقی)

امام یافعی رح سے اولیاء کرام کے بارے میں سوال ہوا کہ انکی کیفیت بعد انتقال کیا ہوتی ہے تو جواب فرمایا کہ ان کی روحیں ان کے جسموں میں واپس آتی ہیں پھر آسمانوں اور زمینوں کا مشاہدہ فرماتی ہیں۔ اور انبیاء کو زندہ پاتی ہیں۔

بعض حدیثوں سے روح وجسم کی باہمی مفارقت پر استدلال کیا جاتا ہے۔ لیکن علماء نے ان کے منطقیانہ مُسکِت جواب دئیے ہیں۔
حدیث شریف یہ ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما من احد یسلم علی الا رد اللہ الی روحی حتی ارُدَّ علیہ السلام
اسکے جواب میں پہلی بڑی بات یہ کہی گئی کہ اس حدیث کے راوی عبدالرحمان اور حیات بن شریح ہیں جو اکثر اوقات روایت میں غلطی کرتے ہیں جسکی وجہ سے یہ حدیث قابل اعتبار نہیں رہی ہے۔ اسلئے اس سے استدلال نہیں کیا جا سکتا ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں لفظ روح موجود ہے جو بضم راء وبفتح راء دونوں حرکتوں سے آیا ہے جیسے آیت فروح و ریحان وجنت نعیم میں لفظ روح دونوں حرکتوں سے آیا ہے جسکی معنی خوشی۔ فرحت۔ ہشاشت۔ بشاشت ہیں۔ تو حدیث کی معنی یہ ہوئے۔ جبکہ کوئی شخص حضور پر نور پر سلام بھیجتا ہے۔ تو حضور اس امتی کے سلام بھیجنے سے ہشاش وبشاش ہوتے ہیں اور ان پر خوشی کی لہر دوڑتی ہے سبحان اللہ۔ تیسرے جواب میں کہا گیا ہے کہ رَدَّ کے معنی توصلہ اور روح کے معنی رحمت کے ہیں۔ اس سے حدیث کا مطلب یہ ٹھہرا کہ کوئی نہیں جو مجھپر سلام بھیجتا ہے مگر اللہ تعالی مجھے وہ سلام بطور رحمت پہنچاتا ہے میں بھی اسکو واپس سلام بھیجتا ہوں۔ یہاں اختصار وایجاز کے لئے انہی تین جوابوں کو کافی سمجھا جاتا ہے۔ کتاب انباءُ الاذکیاء فی حیات الانبیاء میں یہ تمام جوابات مفصل درج ہیں۔ وہاں ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔

فصل دوم معجزہ اور کرامت ارہاص اور معونت اور استدراج میں فرق

روح انسانی جسمانی کثافتوں اور ہیولانی تاریکیوں کے ماحول میں گھیرے رہتی ہے۔ اسلئے عبادت و ریاضت سے لطافت تجرد صفائی حاصل کرتی ہے۔ تو اس روح لطیف سے خارق عادت خلاف قانون قدرت افعال صادر ہونے لگتے ہیں۔ مثلاً بھوک پیاس کا کھانا کھانے اور پانی پینے کے بغیر دور ہو جانا۔ درخت لکڑی۔ پتھر کنکری کا سلام کرنا۔ درخت کا بلانے پر چل کر سامنے آنا۔ پھر اپنے مقام پر واپس جانا۔ ایک مشت خاک سے ہزارہا آدمیوں کا اندھا ہونا، ایک آدمی کے کھانے سے ہزارہا آدمیوں کا شکم سیر ہونا۔ چلو بھر پانی سے ہزارہا آدمیوں کا سیراب ہونا۔ گائے بھینس۔ ہرن۔ بھیڑیا دیگر حیوانات کا انسان کی طرح کلام کرنا اور سجدہ کرنا۔ خشک لکڑی کا مشعل کا کام دینا۔ ہاتھ کا آفتاب کی طرح روشن ہونا۔ لکڑی کا اژدہا بن جانا وغیرہ لاکھ ہزاروں مثالیں ہیں جو وحی منزل و کتب احادیث۔ کتب تواریخ کتب تصوف میں مذکور ہیں۔ یہ خارق عادت خلاف قانون قدرت افعال جو بلا اسباب و بلا آلات انسان کامل سے صادر ہوتے ہیں۔ اگر ایسے ہیں کہ نبیؐ سے اُس کی نبوت سے پہلے صادر ہوتے رہے ہیں اسکو ارہاص کہتے ہیں جیسے حلیمہ سعدیہ کے اونٹنیوں کے دودھ میں حضور کی برکت سے کثرت ہو جانا۔ جبکہ دودھ اُن کا ختم ہو چکا تھا۔ اور اگر نبوت کے بعد ایسی

قسم کے افعال صادر ہوئے تو اسکو معجزہ کہتے ہیں۔ اور اگر ولی کامل سے اس قسم کے افعال صادر ہوئے۔ اُسے کرامت کہینگے۔ اور اگر مرد صالح سے صادر ہوئے تو اُسکو مؤنت کہتے ہیں۔ اور اگر مرد غیر صالح سے سرزد ہوئے اُسے استدراج کہا جاتا ہے۔ واضح رہے معجزہ، کرامت، ارہاص، مونت کبھی فاعل سے باختیار صادر ہوتے ہیں اور کبھی بلا اختیار۔ اوپر کی مثالوں میں غور کرنے سے روشن ہوگا۔ یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ علماءِ کلام نے کتب عقائد میں فرمایا ہے کہ نبوّت وہبی ہوتی ہے اور ولایت کسبی۔ اس وجہ سے اکتساب عدم اکتساب کے اعتبار سے نبوت اور ولایت میں نسبت تباین کی ہوگی لیکن راقم کے نزدیک تفصیل یوں ہوگی۔ نبوّت عموماً وہبی ہوتی ہے مگر کبھی کسبی بھی جیسے ہارونؑ کو نبوت حضرت موسیٰؑ کی دعا سے عطا ہوئی تو کسبی ہوئی۔ اور ولایت عموماً کسبی ہوتی ہے۔ بعض افراد میں وہبی ہوتی ہے۔ جیسے اولیاء کاملین میں سے بہت افراد ہیں جو مادرزاد ولی تھے۔ جہاں اکتساب بالکل موجود نہیں تو اس صورت میں میرے نزدیک نسبت عموم و خصوص من وجہ ہوگی۔ طالب علم اس سے استفادہ کرنے۔ یہ بات بھی ذہن نشین کی جائے کہ حدود عمل کے اعتبار سے علماء محققین نے انسان کامل کے چار درجے بیان فرمائے ہیں (۱) نبی (۲) صدیق (۳) شہید (۴) صالح۔ حدود روحانی کے اعتبار سے علماء محققین نے کامل انسانوں کی سات جماعتیں بیان کی ہیں (۱)

اقطاب (۲) اوتاد (۳) نقباء (۴) نجباء (۵) ابدال (۶) غوث (۷) اخیار۔ یہ بحث کہ معجزہ سے کیا غرض ہوتی ہے اور کرامت سے کیا مقصد ہوتا ہے۔ ارہاص۔ مؤنت اور استدراج کیوں ہوتے ہیں اور ان کی وجہ تسمیہ کیا ہے۔ اقطاب جو جمع قطب ہے۔ نجباء جمع نجیب۔ نقباء جمع نقیب۔ ابدال جمع بدل۔ اخیار جمع خیر ہے۔ کی کیا کیا تعریفیں ہیں۔ اور ان کے روحانی حدود اور مراتب عملی کیا ہیں۔ یہ تمام بحث علم عقائد۔ علم کلام۔ شرح مقاصد۔ شرح مواقف وغیرہ کتابوں میں تفصیل کے ساتھ دی گئی ہے۔ یہاں اسکی گنجائش نہیں۔

فصل سوم محبت انبیا و اولیاء کرام

عن انس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يؤمن احدكم حتى اكون احب اليه من والده وولده والناس اجمعين متفق عليه وبخير رواية من نفسه (بیہقی) اللهم اجعل حبك وحب محمد احب الي من نفسي ووالدي وولدي

انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کوئی مسلمان تب تک مؤمن نہیں ہو سکتا جبتک کہ وہ میری محبت اپنے والدین۔ اپنی اولاد اور تمام لوگوں بلکہ اپنے نفس کی محبت سے زیادہ نہ رکھتا ہو (تمام مسلمان اس کا خیال رکھیں)۔ اے اللہ مجھے اپنی ذات کی محبت اور حضرت محمدؐ کی محبت

ومالی۔ (عمل الیوم واللیلہ) | اپنے نفس اور والدین و اولاد و مال کی
محبت سے زیادہ عطا فرما۔ (یہ دعاء قضاء حاجت کیلئے آتی ہے)

اللھم انی اسئلک حبک وحب من یحبک وحب عمل یقربنی الیک (بیہقی)

اے خدا میری التجاء ہے کہ مجھے اپنی محبت اور اُن حضرات کی محبت جن کو تمہاری محبت ہے عطا کر دے

(اسمیں حضرات انبیاء و حضرات اولیاء و صدیقین و شہداء و صلحا سب داخل ہیں)

ان تین احادیث میں دو حدیثیں جملۂ انشائیہ ہیں۔ اور ایک جملہ خبریہ یہ قاعدہ مسلمہ ہے کہ جملۂ خبریہ اور انشائیہ مخبر عنہ محکی عنہ کے موجود ہونے میں برابر ہیں۔ فرق صرف قصد مطابقت و قصد عدم مطابقت جملۂ خبریہ میں ہوتا ہے۔ جملۂ انشائیہ میں قصد نہیں ہوتا۔ لیکن مخبر عنہ محکی عنہ دونوں میں ہوتا ہے۔ تینوں حدیثیں محبت انبیاء و اولیاء پر دال ہیں تو محبت انبیاء و اولیاء جزء ایمان یا لازم ایمان ہوئی۔ ائمہ کرام محدثین عظام کو ایمان کی ترکیب و بساطت میں کلام ہے۔ امام بخاری نے اس پر مفصل بحث فرمائی ہے۔ اسوجہ سے جزء ایمان یا لازم کہا گیا کہ جس کے دل میں انبیاء و اولیاء کرام کی محبت نہو۔ بلکہ اُن کی پیروی و اقتداء سے انحراف کرتا ہو۔ تو خدای دوجہاں اسکے خلاف اعلان جنگ کرتا ہے۔ حدیث قدسی میں وارد ہے من عادی لی ولیًا فقد اذنتہ بالحرب۔ (مشکوۃ شریف) جو شخص میرے دوست سے عداوت رکھیگا تو اس کے مقابلہ میں (خدا) اعلان جنگ کرتا ہوں

حضرت شیخ فریدالدین عطّار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ؎

حبِ درویشاں کلید جنت است　　دشمنِ ایشاں سزائے لعنت است

خدا تعالیٰ نے دو مقام پر خود اعلان جنگ فرمایا ہے ایک دوستانِ خدا کے دشمنوں کے مقابلہ میں۔ دوسرا سود خوار کے مقابلہ میں ارشاد خداوندی ہے فاذنوا بحرب من اللہ۔ خدا تعالیٰ سب مسلمانوں کو دوستان خدا انبیاء کرام اولیاء عظام کی محبت تہِ دل میں جگہ دینے کی توفیق دے اور سود خواری سے بچائے۔

یہ بات ذہن نشین کیجائے کہ محبت کی دو قسمیں ہیں۔ محبت جبلی طبعی اضطراری جیسے باپ کو اپنے اولاد کی ہوتی ہے۔ یہ محبت اختیاری نہیں ہے۔ اسکا انسان مکلف نہیں۔ یہ مدار تکلیف نہیں ہو سکتی خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا۔ خدا تعالیٰ کسی انسان کو اس کے طاقت سے باہر کی چیز کا مکلف نہیں بناتا۔

دوسری اختیاری ہے جیسے لین دین کے معاملات دوسرے احکام شرع مثلاً انسان کی طبیعت چاہتی ہے کہ سود لیکر مال جمع کرے۔ سیّدنا محمدؐ رسول اللہ اس سے منع فرماتے ہیں۔ کسی مرد کی طبیعت چاہتی ہے کہ ریشمی کپڑا استعمال کرے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے استعمال سے مرد کو روکتے ہیں۔ اسی قسم کی ہزاروں امثالیں ہیں کہ طبیعت کی چاہت ایسے امور کی ہوتی ہے۔ جس سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم منع فرماتے ہیں تو ایسے مقام پر جہاں طبیعت کی خواہش

اور فرمانِ محمدؐ میں ملکر اسکا مقابلہ ہو وہاں فرمانِ محمدؐ کو طبیعت کی خواہش پر مقدم رکھنا یہ حضور کی محبت ہے۔ اسی طرح حضرات اولیاء کرام کسی امر کے بارے میں ارشاد فرماتے ہوں اور طبیعت اس کے خلاف اقتضاء کرتی ہو تو ان کے ارشادات کو اقتضاء طبع پر مقدم رکھنا یہ انکی محبت ہے۔ نعم ما قال القائل

تعصی الالٰہ وانت تظہر حبہ
ہذا لعمری فی الفعال بدیع
لو کان حبک صادقاً لاطعتہ
ان المحب لمن یحب یطیع

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم۔ محسنِ کائنات مفخر موجودات سرور دو عالم کی محبت تمام مخلوقات سے زیادہ ہونی ضروری ہے۔ کیونکہ حضورؐ باعث ایجاد عالم ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ لولاک لما خلقت الشیٔ (کنز العمال)
اے محمدؐ اگر آپ کو پیدا نہ کرتا تو کوئی چیز پیدا نہ کرتا۔
یہ حدیث متعدد طریقوں سے آئی ہے۔ جس کا مضمون حد تواتر کو پہنچتا ہے۔
(۱) اُمّی لقب سے اسی وجہ سے نوازے گئے۔ کہ اُمّ کے معنی اصل کے ہیں۔ مثلاً امّ القرآن سورۂ فاتحہ کو کہتے ہیں

کیونکہ یہ سورۂ شریف مضامین کے اعتبار سے تمام قرآن کا اصل ہے۔ امّ الدماغ مغز سر کو کہتے ہیں۔ کیونکہ اُسپر انسان کی حیات کا مدار ہے۔ امّ الرحا چکی کی کیل کو کہتے ہیں۔ جسپر چکی کے پھرنے کا دار و مدار ہے۔ چونکہ حضور پر نور ایجاد عالم کے سبب اور دار و مدار تھے۔ اس وجہ سے اُنکو اُمّی کا لقب ہُوا

نعم ما قال القائل

از پئے آمرزشِ عالم گزید از جملہ خلق
ذاتِ بے ہمتا بخود یعنی محمد مصطفٰے
معنی لفظ خدائے مدعائے امرِ کُن
باعثِ ایجادِ عالم سیّدِ ہر دو سرا
نسبتِ آدم باو چون نسبتِ مصدر بفعل
گفتم اینک مجمل از نحوی بپرس این نکتہ را

اُمّی کے اور بھی نسبتی معنی ہیں۔ ناظرین کے اضافہ معلومات کیلئے ذکر کئے جاتے ہیں۔

(۲) اُمّی اُمّ القریٰ کی طرف منسوب ہے۔ اُمّ القریٰ مکّہ شریف کا نام ہے تواریخ و روایات سے ثابت ہے کہ مکّہ شریف تمام آبادیوں کا اصل ہے باقی آبادی اس کے بعد ہوئی ہے۔ تو اُمّی کا معنی باشندۂ مکّہ ہُوا۔ قرآن شریف میں آیا ہے لتنذر امّ القریٰ ومن حولہا (سورۂ انعام)

(۳) اُمّی امت کی طرف منسوب ہے۔ معنی یہ ہونگے کہ حضور پر نور ؐ

امت والے ہیں یعنی ایسے نبی ہیں جو امت کثیرہ کا مخدوم و مطاع ہے اسکی تفسیر حدیث انا اکثر الانبیاء تبعا (بخاری شریف) میری امت تمام انبیاء سے زیادہ ہوگی۔ امت کی تاء نسبت کی وجہ سے گری ہے۔ جیسے مکہ میں مکی اور مدینہ میں مدنی ہوا ہے۔

(۴) اُمّی ام کی طرف منسوب ہے۔ معنی یہ ہونگے کہ حضور پر نور تمام نقائص اور عیوب سے پاک ہیں جیسا کہ بچہ ماں کی پیٹ سے پیدا ہوتے وقت تمام گناہوں سے پاک ہوتا ہے تو لقب امی حضور کی عصمت پر روشن دلیل ہے۔

(۵) اُمّی ام کی طرف منسوب ہے۔ حضور پر نور نے بعد ولادت کسی استاد سے علوم و فنون کا اکتساب نہیں فرمایا۔ کسی استاد کے سامنے زانوئے ادب حصول علم کیلئے تہ نہیں فرمایا۔ بلکہ علمنی ربی فاحسن تادیبی سے موصوف ہو کر معلم کائنات ہوئے۔ استاد محاسن اخلاق محامد اعمال۔ تدبیر منزل۔ سیاست مدن۔ اقتصادیات۔ سیاسیات عمرانیات کے بنے یعلم الکتٰب والحکمۃ۔

(۶) اُمّی لقب اسوجہ سے ہوا کہ اول الانبیاء ابو البشر حضرت آدم سے لیکر آخر الانبیاء بنی اسرائیل حضرت عیسیٰؑ تک تمام انبیاء حضرت محمدؐ کے اوصاف عالیہ کمالات جلیلہ بیان کرتے آئے ہیں تو ام سے الف آدم و میم مسیح مراد ہے۔ یای نسبتی اس راز کا کاشف ہوا تو معنی یہ ہوئے کہ آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسیٰ تک تمام انبیاء حضور

پر نور کے مدح خوان رہے۔ حضرت نظامی مخزن اسرار میں فرماتے ہیں ؎

امّی و گویا بزبانِ فصیح   از الفِ آدم و میمِ مسیح

اللھم اجعلنی فی زمرۃ المداحین برحمتک آمین۔

فصل چہارم شانِ انبیاء و اولیاء

عن انس بن مالک رض قال قال رسول اللہ ؐ انی اراکم من بعدی کما اراکم امامی (بخاری) وفی روایتہ فی رؤیتہ الخلف کالا یحجبہ الشئ (دلائل النبوۃ)

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم آگے اور پیچھے برابر دیکھتے تھے پیچھے دیکھنے میں کوئی چیز مانع نہ ہوتی تھی۔

(۲) کان عرقہ کالمسک یفوح فی السکک (عمل الیوم واللیلہ)

حضور پر نور کا عرق شریف اور پسینہ مشک عنبر سے زیادہ خوشبودار تھا۔ جس راستہ سے گذرتے تھے وہ عرق کی خوشبو سے مہکتا تھا۔

(۳) یجعل ریقہ الماءَ المالحَ ماءً عذبا (کنز العمال)

حضور پر نورؐ کے آب دہن سے کھاری پانی میٹھا بنتا تھا۔

(۴) رأی فی اللیلۃ کما رأی فی النہار البازغۃ (دلائل النبوۃ)

حضور پر نور جیسے دن میں دیکھتے تھے ویسے ہی رات میں دیکھتے تھے۔

(۵) ریقہ صلی اللہ علیہ وسلم یروی الصبیّ یومہ ولا یمصّ ثدی امہ فی یومہ ذالک

حضور پر نور کا ایک قطرہ آب دہن بچہ کے منہ میں ڈالنے سے بچہ تمام دن سیر شکم رہتا تھا جس کا تجربہ

وقد جرب مرارا سیما فی ایام العاشورۃ (دلائل النبوۃ)

اہل بیت نے بارہا کیا ہے خصوصًا ایام عاشورہ میں جب بچہ کے منہ میں حضور آب دہن ڈالتے تھے۔ تو بچہ تمام روز اپنی ماں کا دودھ پینے سے بے نیاز رہتا تھا +

(۶) العینان نائمتان والقلب یقظان (بخاری) ولا ینقض وضوءہ بالنوم (اسرار النبوۃ للبیہقی)

حضور پر نور کی آنکھیں سوتی اور دل جاگتا تھا۔ اور نیند سے آپکا وضو ناقض نہ ہوتا تھا۔

(۷) ولا یبقی قذرہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الارض بل تلقمہ الارض (اسرار النبوۃ بیہقی)

حضور پر نور کا براز کبھی زمین پر نمود نہ ہوتا تھا۔ بلکہ اسکو زمین نگلتی تھی۔

(۸) تولد صلی اللہ علیہ وسلم مختونا

حضور پر نور ختنہ کئے ہوئے پیدا ہوئے

(۹) وکان سرۃ النبی مقطوعا۔

حضور کا ناف کٹا ہوا تھا۔

(۱۰) ولا یری علیہ قذر الصبی فی ولادتہ (دلائل النبوہ)

حضور پر نور پیدائش کیوقت ان آلودگیوں سے پاک تھے جو بچے پر پیدائش کیوقت ہوتی ہیں۔

(۱۱) تولد علیہ السلام سجودا۔ (دلائل النبوۃ)

حضور پر نور پیدا ہونے کیوقت سربسجود تھے۔

(۱۲) کسری کے شاہی محل کے کنگر حضور کے پیدائش کے زلزلہ سے گر گئے۔ (دلائل النبوہ)

(۱۳) حضور پر نور جب گہوارہ میں ہوتے تھے تو آفتاب اپنی گرمی

دوسری طرف پھیرتا تھا۔ (اسرار النبوۃ)

(۱۴) حضور پرنور نے ناصحانہ کلام گہوارہ میں بھی فرمایا۔ جیسے حضرت عیسیٰؑ نے گہوارہ میں کلام فرمایا۔ (اسرار النبوۃ)

(۱۵) حضور پرنور پر سفر و حضر میں گرمی کے وقت بادل سایہ افگن ہوتا تھا (اسرار النبوۃ)

(۱۶) حضور پرنور جب درخت کے نیچے تشریف فرماتے تھے درخت اپنا سایہ حضور کی طرف پھیرتا تھا۔ (تفسیر عزیزی)

(۱۷) حضور کے جسم مبارک پر اور کپڑے پر کبھی مکھی نہ بیٹھتی تھی (تفسیر عزیزی)

(۱۸) حضورؐ کے جسم مبارک کا سایہ نہ تھا۔ (دلائل النبوۃ)

نہ تو جان پاکی سر بسر نے زآب و خاک اے نازنین
واللہ زجان ہم پاکتر روحی فداک اے نازنین

(۱۹) حضور کے بدن مبارک پر کپڑوں میں کبھی جوئیں نہ ہوتی تھیں (دلائل النبوۃ)

(۲۰) حضور پرنور کی سواری حضور کے سوار ہوتے ہوئے پیشاب و لید نہ کرتی تھی (دلائل النبوۃ)

(۲۱) شق القمر حضور پرنورؐ کا خاصہ تھا۔ (دلائل النبوۃ)

(۲۲) شفاعت کبریٰ جو تمام امتوں کیلئے ہوگی حضور پرنور کیلئے مخصوص ہے (بخاری)

(۲۳) مقام محمود حضور پرنور کے ساتھ مخصوص ہے (مشکوۃ شریف)

(۲۴) جنت کا دروازہ سب سے پہلے حضورؐ کھولینگے۔ (مشکوۃ شریف)

(۲۵) کامیابی کا جھنڈا جس کا نام لواء حمد ہے۔ حضور پرنورؐ دست مبارک میں لیتے ہوئے چلیں گے۔ اس جھنڈے کے نیچے تمام انبیاء اور ان کی امتیں اور حضرت آدمؑ کی تمام ذریت ہوگی۔ (مشکوۃ شریف)

(۲۶) انبیاء کی عبادت اُن کے عبادت گاہوں میں ہی جائز اور درست ہوتی تھی غیر عبادت گاہوں میں درست نہ ہوتی تھی۔ حضور پر نور ؐ کیلئے تمام روئے زمین عبادت گاہ مقرر ہوئی۔ (بخاری شریف)

شد وجودش رحمۃً للعالمین مسجدِ او شد ہمہ روی زمین

(۲۷) انبیاء پر کبھی احتلام پیش نہ آتا تھا۔ (دلائل النبوۃ)

(۲۸) انبیاء پر کبھی جمائی نہ آتی تھی۔ اسلئے کہ یہ علامت کسل و کاہلی کی ہے۔

(۲۹) تیمم سے پاکی و طہارت ویسی ہی ہوتی تھی جیسی وضوء سے ہوتی تھی۔ یہ بات حضور کے ساتھ مخصوص ہے۔ (دلائل النبوہ)

(۳۰) اذان و اقامتِ نماز حضور پر نور ؐ کے لئے ہے۔ دوسرے انبیاء کے لئے نہیں تھا۔ (دلائل النبوہ)

(۳۱) پانچ نمازیں با جماعت حضورؐ کے لئے مخصوص ہیں۔

(۳۲) مال غنیمت حضور کے لئے حلال ہوا۔ دوسرے انبیاء پر حرام تھا۔

(۳۳) جمعہ کے برکات حضورؐ کے لئے مخصوص ہیں۔ جمعہ میں ایک وقت ہے کہ مسلمان اسمیں جو دعا کریں اسکی اجابت ہوگی یہ حضور کے لئے مخصوص ہے۔

(۳۴) بت خانوں سے آوازیں نکلنا کہ اب بتوں کی بربادی کا وقت آگیا ہے

(۳۵) پتھروں نے حضور انور ؐ کو سلام کیا۔

(۳۶) ستون کا حضور کے فراق میں رونا۔

(۳۷) درختوں اور پتھروں اور پہاڑوں نے حضور انور کو السلام علیک

یا رسول اللہ کہا اور حضور نے سُنا۔

(۲۸) حضورؐ کی آمد پر فرحت کیوجہ سے پہاڑ کا ہلنا۔

(۲۹) حضورؐ کے اشارہ سے تین سو ساٹھ بتوں کا گرنا۔

(۳۰) سُست گھوڑا تیز رفتار ہونا۔

(۳۱) ٹوٹی ٹانگ کا یکدم درست و صحیح ہونا۔

(۳۲) چند کھجوریں چارسو چودہ آدمیوں کو کافی ہونا۔

(۳۳) توشدانی کا آپ کی دعاء سے ہمیشہ بھرا رہنا۔

نوٹ:۔ حضور پر نور کے یہ چند خصائص ذکر کئے گئے۔ احاطہ ناممکن ہے اضافہ معلومات کیلئے دلائل النبوہ ابونعیم۔ اسرار النبوہ بیہقی۔ دارمی و دیگر کتب احادیث کا مطالعہ کیا جائے۔ جس سے پوری تشفی ہوگی خصوصیات زیر نظر کر واضح ہوجاتا ہے کہ نبی نوع انسان کے افراد میں سے ہوکر صنف آخر علیحدہ قسم بنتا ہے۔ جس پر عرف عام میں لفظ انسان کا اطلاق غیر موزون سمجھا جاتا ہے۔ جسطرح لعل و جواہر قسم حجر اور پتھر سے ہیں۔ لیکن عرف عام میں ان پر پتھر اور حجر کا اطلاق غیر موزون تصور کیا جاتا ہے۔ جب نبی صنف آخر اور قسم آخر ہوا تو اس لئے اس کے احکام بھی علیحدہ ہونگے۔ جو دوسرے افراد کے احکام سے علیحدہ ہوں اسلئے اگر کوئی خبیث النفس کسی نبی پر دریدہ دہنی اور گستاخی کریگا اس کا وہی حکم ہوگا جو السہم المجلول فی نحر شاتم الرسول، میں مفصل مذکور ہے۔ بہر کیف حضور پر نورؐ تمام انبیاء کی عطاء

نبوت کے باعث ہیں۔ اور تمام اولیاء کرام کی عطاء ولایت کے سبب ہیں۔ نعم ما قال القائلون :۔

ابنیا ذرہ اند تو خورشید　　اولیا قطرہ اند تو دریا
شیوۂ شکل و شمایل حرکات و سکنات　　آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری
مہترین و بہترین انبیاء　　جز محمد نیست در ارض و سما
لا یمکن الثناء کما کان حقہ　　بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

فصلِ پنجم

حدودِ جزا و سزا عینِ رحمت ہیں۔ خداوند کریم رحمان۔ رحیم۔ رؤف۔ ستار۔ غفار ہے جو تمام ادیان کے نزدیک مسلم ہے۔ رسولِ اکرمؐ کا رؤف و رحیم رحمۃٌ للعالمین ہونا قرآن شریف میں مبیّن ہو کر ارباب عقول کے نزدیک محقق ہے۔ اعمالِ صالحہ پہ نیک اور اچھا ثمرہ مرتب ہو کر رحمت ہونا ہر ایک شخص کی عقل میں بلا تامل سما سکتا ہے۔ البتہ اعمال سیئہ اور اقوال قبیحہ پہ دنیوی دار و گیر جزا و سزا کا مرتب ہو کر رحمت ہونا ہر ایک کی عقل کی رسائی نہیں۔ اسکے متعلق چند کلمات ذکر کئے جاتے ہیں۔ خداوند کریم نے رؤف۔ رحمان۔ رحیم۔ غفار۔ ستار کے اوصاف رکھتے ہوئے بوساطت انبیاء علیہم السلام خصوصًا نبی اکرمؐ جو رؤف۔ رحیم۔ رحمۃٌ للعالمین ہیں حدود جزا و سزا۔ امن عالم۔ انتظام کائنات

قائم رکھنے کیلئے مقرر فرمائے ہیں۔ مثلاً چور کے لئے ہاتھ کاٹنا۔ ڈاکو کیلئے قتل کرنا۔ قاتل سے قصاص لینا۔ شادی شدہ زانی کیلئے سنگسار کرنا۔ غیر شادی شدہ زانی کیلئے سو کوڑے مارنا۔ جھوٹی تہمت اور جھوٹا الزام تراشنے والے کیلئے اسی کوڑے کا مارنا وغیر ذالک۔ یہ حدود و سزائیں جو امن عالم۔ انتظام کائنات کیلئے مقرر ہوئے ہیں۔ عین رحمت ہیں کیونکہ خللِ امن عالم۔ خلل انتظام کائنات تمام اہل عقول کے نزدیک مذموم ہے۔ اسلئے امن عالم و انتظام کائنات ضروری ہوا۔ جو امر ضروری ہو وہ رحمت ہوتا ہے۔ جیسے احکام شرع میں تامل اور غور کرنے سے بخوبی روشن ہوگا۔ جرم کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جرم جس کا تعلق ایک شخص ایک فرد سے ہو۔ جیسے چوری ایک شخص کرتا ہے۔ الزام تراشی ایک شخص کرتا ہے۔ شراب نوش ایک شخص ہوتا ہے۔ ان جرموں جن کا تعلق ایک شخص سے ہے۔ کے انسداد اور روکنے کیلئے حدود بواسطۂ انبیاء علیہم السلام مقرر ہوئے۔ جو مذکور ہوئے ہیں۔ دوسرا وہ جرم جس کا تعلق نوع انسان سے ہو۔ جیسے قوم سے غداری۔ قوم سے عہد شکنی۔ قوم کے رہنما پر الزام تراشی۔ قوم کے پیغمبر پر دریدہ دہنی۔ گستاخی۔ تحقیر۔ توہین یہ سب جرم قوم اور جماعت کیساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ جب خاص خاص جرموں کی پاداش و سزا تو یہ نہیں۔ تو اس جرم کی سزا جس کا تعلق قوم سے ہو۔ جماعت سے ہو۔ کروڑوں لوگوں سے ہو۔ جس سے خلل امن کا سخت اندیشہ ہو قتل سے کم مقرر کرنا اس جرم کی اہمیت کو نظر انداز

کرنا ہے۔ اسلئے انتظام عالم اور امن عالم قائم رکھنے کیلئے قتل۔ پھانسی مقرر کرنا امنِ عالم۔ نظامِ کائنات کو قائم رکھنا ہے۔ تمام مذاہب میں اور شہنشاہیتوں میں یہ قانون موجود ہے کہ باغی شہنشاہ کی سزاء پھانسی ہے۔ غدار قوم کی سزاء پھانسی ہے جب قوم اور ملک کے باغی و غدار کا حکم پھانسی ہے۔ تو کروڑوں لوگوں کے بادشاہ ظاہری و باطنی کا گستاخ دریدہ دہن کا حکم قتل مقرر کرنا عین انصاف عین رحمت ہے۔ خدا تعالیٰ یہ چند کلمات قبول فرمائے۔ کوئی لغزش ہوئی ہو معاف فرماویں +

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ محمد واٰلہٖ واصحابہٖ اجمعین

عزیز القدر حاجی سید علاء الدین شاہ گیلانی ڈنگی وچہ کے حق میں دعاء ہے کہ قومی اور مذہبی کاموں میں جیسے دلچسپی لے رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ انکو آئندہ بھی توفیق بخشے اور اجر جزیل عطا فرما وے۔ اگرچہ موصوف نے کسی تبلیغی رسالہ میں نہ السہم المجلول اور نہ اظہار حق اور نہ اس رسالہ میں کوئی امداد فرمائی ہے پھر بھی ناظرین سے ان کے حق میں استدعاء دعا ہے۔ (مؤلف)

مہتمم:۔ پیر حسام الدین مخدومی خانیاری